اہل سنت والجماعت کے عقائد

بیان السنۃ

المعروف بہ

عقیدۃ الطحاوی

قادری

○

للامام حجۃ الاسلام حافظ الحدیث ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ

الازدی المصری الطحاوی [۲۲۹ھ-۳۲۱ھ]

○

ترجمہ

از احقر عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم

○

ناشر ادارہ نشر واشاعت ○ مدرسہ نصرۃ العلوم ○ گوجرانوالہ

طبع چہارم

تاریخ طباعت ـــــــــ فروری ۲۰۰۲ء

مطبع ـــــــــ ایس-ایم اشتیاق پریس لاہور

قیمت/۱۸ روپے

ناشر:- ادارہ نشرواشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

مکتبہ مدنیہ اُردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ اُردو بازار لاہور

مُقَدِّمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی هَادِی الْاَنَامِ كَافَّةً مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

عقیدہ کی اہمیت :-

انسان کی کامیابی کے لئے خالق تعالٰے نے تین چیزیں مقرر فرمائی ہیں ۔
عقیدہ کی اصلاح ، عمل کی اصلاح ۔ اخلاق کی اصلاح ۔
پھران میں سے سب سے اہم اور بنیادی چیز عقیدہ ہے ۔ کیونکہ اعمال اور اخلاق عقیدہ کی صحت پر موقوف ہیں ، اگر عقیدہ صحیح ہے تو اعمال بھی اللہ تعالٰی کے نزدیک مقبول ہوں گے ، اور اخلاق کا ثمرہ بھی انسان کو مل جائے گا ۔ اگر عقیدہ فاسد ہوا تو نہ اعمال معتبر ہوں گے اور نہ اخلاق کارگر ہوں گے ۔ قرآن اور سنت میں اس بنیادی حقیقت کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ ۝

(سورۂ انبیاء)

پس جو شخص نیک عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو تو ایسے شخص کی محنت نظر انداز نہیں کی جائے گی اور ہم اس کی کوشش کو لکھتے رہتے ہیں۔

فلاح اور کامیابی کا مدار حقیقت میں یہی ایمان اور عقیدہ کی درستگی ہے۔ اگر کسی کے پاس ایمان کی دولت ہوئی تو وہ کامیاب ہوگا۔ ورنہ بڑے بڑے نیک اعمال بھی روز قیامت کی آندھی میں راکھ کی طرح اڑ جائیں گے اور انسان خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

حضرت خواجہ ضیاء الدین نخشبیؒ خلیفہ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ نے ایک ایمان افروز جملہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"سرمایہ داران سودائے آخرت گویند تا سرمایۂ ایمان باتست ہرگز زیاں نخواہی کرد۔"

(سلک السلوک ص۱۱۵)

سودائے آخرت کے سرمایہ دار کہتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس ایمان کا سرمایہ موجود ہے۔ تو تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہ ہوگا۔

مومن انسان کے نزدیک ایمان سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہی دعا رہی ہے:۔

تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ (سورۃ یوسف)

اے اللہ اسلام پر یعنی فرمانبرداری کی حالت پر مجھے وفات دے اور مجھ کو مرنے کے بعد صالحین کے ساتھ ملا دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں یہ جملہ بھی ہے:۔

وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ (سورۃ ابراہیم)

اے اللہ مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے دور رکھ۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کے تین بڑے اہم اصول ہیں۔ پہلا اصول تصحیح عقائد مبدا ومعاد اور مجازات وغیرہ کے متعلق اس فن کو علماء متکلمین نے بیان کیا ہے۔ دوسرا تصحیح عمل طاعات مقربہ (اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی اطاعتیں) اور ارتفاقات ضروریہ (زندگی اور معیشت کی درستگی کے اسباب) کے سلسلہ میں اعمال کی درستگی سنت کے مطابق، اس کو فقہاء امت نے بیان کیا ہے۔ تیسری تصحیح اخلاص اور احسان شریعت کے مقاصد میں سے یہ اہم، ادق اور بہت ضروری مقصد ہے جیسا کہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ اور معنی کا تعلق لفظ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کو صوفیائے کرام نے بیان کیا ہے (تفہیمات الٰہیہ ج ۱ ص ۱۴)۔

تصدیق قلبی، ایمان، عقیدہ یہ ایک ہی حقیقت کے مختلف عنوانات

ہیں، عقیدہ عقد سے مشتق ہے، عقد کا معنیٰ باندھنا اور گرہ لگانا ہوتا ہے۔ چند بنیادی حقائق کے بارہ میں یقین اور تصدیق قلبی کو پختہ کرنا اور خیالات کو ایسا مضبوط بنانا جس طرح گرہ باندھی جاتی ہے، یہ عقیدہ اور ایمان ہوتا ہے، جو اس کے وجود دل اور دماغ کے ساتھ اس طرح پیوست ہوتا ہے، کہ اس سے جدا نہیں ہوسکتا۔

اور ایمان لغت (عربی زبان) میں تصدیق کو کہتے ہیں، اور شریعت میں ایمان کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اس کی کتابیں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت کی تصدیق کرنا، اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی توحید اس کے اسماءِ پاک اس کی صفات اس کے احکام کی تصدیق کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو واجب الوجود ماننا اور تمام زمانیات و مکانیات اور مادیات سے ماوراء تسلیم کرنا۔ اور اس کو وحدہٗ لاشریک یقین کرنا اور اس کو صفات کمال کے ساتھ متصف ماننا اور صفات نقص سے پاک اور منزہ یقین کرنا۔ اس کے اسمائے پاک کو پہچاننا۔ ان پر یقین کرنا ان کا ورد کرنا۔ ان کے ساتھ اس کو پکارنا، اور اس کے ملائکہ پر یقین رکھنا کہ ملائکہ موجود ہیں ان کے اجسام لطیف اور نورانی ہیں۔ اور ان کو گناہوں سے معصوم اور پاک جاننا اور ملائکہ ایسے جواہر ہیں جن میں نشو ونما اور شہوت اور غضب نہیں ہوتا۔ اور مادی حوائج کھانا پینا، اہل وعیال وغیرہ سے مبرا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام اور اس کے قرب کے طالب ہوتے ہیں۔ اور یہ ملائکہ تمام مخلوق تک فیض رسانی کا ذریعہ ہیں، اور تمام کتب سماویہ پر

ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بندوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا، سب سے آخر میں قرآن کریم نازل فرمایا، جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ اور قیامت پر یقین رکھنا اور ہر اُس چیز پر یقین رکھنا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو یعنی تمام ضروریات دین کی تصدیق کا نام ایمان ہے، ان میں کسی ایک چیز کا انکار یا اس کی غلط تاویل کرنے سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ہ (نساء)	اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا انکار کیا تو بلاشبہ وہ راہِ راست سے بہت دُور جا پڑا۔

انسانوں کی تمام ممکنہ ترقیات اسی ہی عقیدہ اور اسی نکتہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں، جس کا عقیدہ اور ایمان جس قدر مضبوط، پختہ اور راسخ ہو گا جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا ایمان اور عقیدہ تھا، تو اس کی ہمت ارادہ اور عزم بھی اس قدر مضبوط ہو گا اور اسی کے مطابق وہ انسان عظیم الشان کام سرانجام دے سکے گا۔

اس عقیدہ کو کمزور اور فاسد کرنے والی مختلف قسم کی گمراہ طاقتیں، افراد،

اور شیاطین وغیرہ غلط پراپیگنڈہ اور وسوسہ اندازی کے ذریعہ کمزور کرتی ہیں، اور آخر کار انسان کو نکما بنا کر ہلاکت اور موت کے گھاٹ اتار دیتی ہیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا میں یہ حقیقت سمجھائی ہے:۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ دِيْنِ الْاِسْلَامِ۔ اے اللہ ہمارے دلوں کو اپنے سچے دین اسلام پر ثابت رکھنا۔

مشاہدات اور تجربات بھی اس پر گواہ ہیں کہ نباتات اور اشجار کی شاخیں اور پتے جہاں سے پھوٹتے ہیں وہاں ایک گرہ ہوتی ہے ان ہی گرہوں کی وجہ سے پانی اور خوراک صاف ہو کر اوپر جاتی ہے اور درخت پھول پھل لاتے ہیں، اگر اس گرہ میں خرابی پیدا ہو جائے تو درخت کی تمام ترقی رک جائیگی، اسی طرح انسانی اعتقادات بھی ایسے ہیں کہ اگر ان میں کسی قسم کی خرابی، بگاڑ اور فساد آجائے تو انسان کی تمام ترقی رک جائے گی اور انسان کے اعمال حبط اور ضائع ہو جائیں گے، اعمال میں وزن، ثقل اور عفت (پاکیزگی)، ان ہی اعتقادات حقہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اعتقاد کی صحت کے بغیر اعمال برباد ہوں گے، مومن انسان کا قصد ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اس کو عقیدہ میں سچائی حاصل ہو، اس کا اعتقاد صحیح اور درست ہو جہل اور کفر، شرک، نفاق، ارتداد، الحاد، شک، بے دینی، اور تمام فاسد عقائد سے دور ہو۔ عقیدہ باطن کی طہارت ہے فکری اور قلبی، ذہنی، روحی طہارت ہے، انسان کا باطن اگر پاک نہ ہو تو ظاہر کی طہارت اور پاکیزگی انسان کو کامیاب

نہیں بنا سکتی۔ نیز عقیدہ کی صحت اور درستی سے انسان کی ترقی کا رخ بھی متعین ہوتا ہے۔ جب تک عقیدہ درست نہ ہو انسان کا رُخ عالم بالا حظیرۃ القدس اور بہشت کی طرف نہیں پھر سکتا۔

عقیدہ کے متعلق صحابۂ کرام کا نظریہ

مسلم شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حمید بن عبدالرحمٰنؒ حج کے لئے گئے اور ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ حضرت ہمارے اطراف میں ایسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں۔ جو قرآن کریم پڑھتے ہیں اور علم بھی بڑی گہرائی سے طلب کرتے ہیں، لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کچھ بھی نہیں، یہ سب باتیں مستأنف (جدید) ہیں یعنی جب کوئی بات ہو جاتی ہے تو پھر اس کو لکھا جاتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، کہ جب تم ان لوگوں سے ملو تو ان کو بتلا دو کہ میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، اور ان کو یہ بتلا دو کہ عبداللہ بن عمرؓ قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے بالفرض کسی شخص کے لئے اُحد پہاڑ جتنا خالص سونا ہو اور اس کو اللہ کی راہ میں صرف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز قبول نہ کریں گے، جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، ظاہر ہے کہ تقدیر ایمان کا ایک جزء ہے کیوں کہ تقدیر بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے تحت داخل ہے (مقدر کرنا ۱۳، کا صفر ...) اگر ایک جُزء میں خرابی سے

سارے اعمال ضائع ہوں گے تو سارے اجزائے ایمان کو بھی اس سے سمجھا جا سکتا ہے۔

آج کل لوگوں کے خیالات اور عقائد کی گمراہی دیکھ دیکھ کر بڑا افسوس اور صدمہ ہوتا ہے خصوصًا نئی نسل کے نوجوان جن پر ایک طرف جہالت کا غلبہ ہے اور دوسری طرف مغربیت ۔ اشتراکیت اور الحاد و بے دینی کا زور اگر اس مختصر سے کتابچہ کو پڑھ کر نوجوانوں میں عقیدہ کی اصلاح اور درستگی کا ادنیٰ سا جذبہ بھی پیدا ہو گیا تو مترجم کی کوشش انشاء اللہ بار آور ہوگی ۔

عقیدہ کے بیان کے لئے سلف صالحین اور علماء کرام نے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں، علم توحید اور عقائد کی جملہ کتابیں اسی عقیدہ کو سمجھانے کے لئے لکھی گئی ہیں، چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے رسالہ فقہ اکبر لکھ کر عقائد حقہ کو سمجھایا ہے۔ اور امام طحاویؒ نے عقیدۃ الطحاوی لکھ کر اس مقصد کو واضح کیا ہے۔

رسالہ عقیدۃ الطحاوی :-

اہل سنت والجماعت کے ہاں عقیدۃ الطحاوی عقائد کا مستند ترین مجموعہ ہے، حضرت علامہ تاج الدین سُبکیؒ[1] الشافعی (المتوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد الشیخ الامام عبدالکافی السُبکی (متوفی ۷۵۶ھ) سے سنا ہے وہ فرماتے تھے :-

---

[1] سُبک مصر میں ایک گاؤں کا نام تھا (التعلیقات السنیہ ص ۱۹۶)

مَا تَضَمَّنَتْهُ عَقِيْدَةُ الطَّحَاوِيْ هُوَ مَا يَعْتَقِدُهُ الْاَشْعَرِيْ لَا يُخَالِفُهُ اِلَّا فِيْ ثَلٰثِ مَسَائِلَ۔ قُلْتُ اَنَا اَعْلَمُ اَنَّ الْمَالِكِيَّةَ كُلُّهُمْ اَشَاعِرَةٌ لَا اَسْتَثْنِيْ اَحَدًا وَالشَّافِعِيَّةَ غَالِبُهُمْ اَشَاعِرَةٌ لَا اَسْتَثْنِيْ اِلَّا مَنْ لَحِقَ مِنْهُمْ بِتَجْسِيْمٍ اَوْ اِعْتِزَالٍ مِمَّنْ لَا يَعْبَأُ اللهُ بِهٖ۔

کہ عقیدہ طحاوی جن عقائد پر مشتمل ہے یہ وہ عقائد ہیں جن پر امام اشعریؒ کا اعتقاد ہے، ان میں سے صرف تین مسائل میں امام اشعری کا اختلاف ہے۔ (امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ) میں جانتا ہوں کہ امام مالکؒ کے پیروکار سب اشاعرہ ہیں (یعنی امام اشعریؒ کے عقائد کے مطابق ان کا اعتقاد ہے) اور اس سلسلہ میں میں کسی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیتا سب مالکیہ اشعری العقیدہ ہیں۔ اور امام شافعیؒ کے پیروکاروں کی غالب اکثریت اشاعرہ ہے بجز ان کے جو مجسمہ فرقہ اور معتزلہ فرقہ سے مل گئے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔

وَالْحَنَفِيَّةُ اَكْثَرُهُمْ اَشَاعِرَةٌ اَعْنِيْ يَعْتَقِدُوْنَ عَقْدَ الْاَشْعَرِيْ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ اِلَّا مَنْ لَحِقَ مِنْهُمْ

اور امام ابو حنیفہؒ کے پیروکار بھی اکثر اشاعرہ ہیں بجز ان کے جو معتزلہ فرقہ کے ساتھ مل گئے ہیں۔

بِالْمُعْتَزِلَةِ۔
وَالْحَنَابِلَةُ اَكْثَرُ فُضَلَاءِ
مُتَقَدِّمِيْهِمْ اَشَاعِرَةٌ
لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُمْ عَنْ
عَقِيْدَةِ الْاَشْعَرِيِّ اِلَّا مَنْ
لَحِقَ بِاَهْلِ التَّجْسِيْمِ وَ
هُمْ فِيْ هٰذِهِ الْفِرْقَةِ مِنَ
الْحَنَابِلَةِ اَكْثَرُ مِنْ غَيْرِهِمْ
وَقَدْ تَاَمَّلْتُ عَقِيْدَةَ
اَبِيْ جَعْفَرِ الطَّحَاوِيِّ
فَوَجَدْتُ عَلٰى مَا قَالَ
الشَّيْخُ الْاِمَامُ وَعَقِيْدَةُ
الطَّحَاوِيِّ زَعَمَ اَنَّهَا
الَّذِيْ عَلَيْهِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ
وَاَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَ
لَقَدْ جَوَّدَ فِيْهَا ثُمَّ تَصَفَّحْتُ
كُتُبَ الْحَنَفِيَّةِ فَوَجَدْتُ جَمِيْعَ

اور امام احمد بن حنبلؒ کے پیروکاروں
میں سے اکثر متقدمین فضلاء اشعری
العقیدہ ہیں بجز ان کے جو مجسمہ فرقہ
سے مل گئے ہیں اور ان کی تعداد دوسروں
کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ اور میں نے
عقیدۂ طحاوی کو غور سے دیکھا تو معاملہ
اسی طرح پایا جس طرح والد بزرگوار نے
فرمایا ہے۔ اور طحاوی کا عقیدہ ان
کے قول کے مطابق یہی عقیدہ ائمہ ثلاثہ
حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ
امام محمدؒ کا عقیدہ ہے اور امام طحاویؒ
نے اس رسالہ میں عقائد کو بہت ہی عمدہ
طریق پر پیش کیا ہے۔ پھر میں نے علماء
احناف کی کتابوں کی ورق گردانی کی تو
میں نے پایا کہ تمام وہ مسائل جو ہمارے
درمیان اور احناف کے درمیان مختلف

المسائل التي بيننا وبين الحنفية خلاف فيها ثلاثة عشر مسئلة منها معنوي ست مسائل والباقي لفظي وتلك الستة المعنوية لا تقتضي مخالفتهم لنا ولا مخالفتنا لهم فيها تكفيرا ولا تبديعا صرح بذلك الاستاذ ابو منصور البغدادي وغيره من ائمتنا وائمتهم وهو غني عن التصريح لظهوره۔ [له]

ہیں، ان کی تعداد صرف تیرہ[۱۳] ہے۔ ان میں سے چھ حقیقی اور سات صرف لفظی اختلاف پر مشتمل ہیں اور یہ جو حقیقی اختلافی مسائل ہیں ان میں ہماری مخالفت یا ان کی مخالفت نہ تو تکفیر کا حکم لگاتی ہے اور نہ کسی فریق پر بدعت کا حکم لگانے کا باعث ہے۔ اس کی تصریح امام ابو منصور بغدادیؒ نے اور دوسرے علماء نے کی ہے جس میں احناف اور شوافع دونوں کے علماء شامل ہیں اور اس بارہ میں کسی تصریح کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ یہ بات خود بہت واضح اور ظاہر ہے۔

اور اسی طرح امام تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں۔

وهذه المذاهب الاربعة ولله الحمد في العقائد واحدة

اور یہ مذاہب اربعہ بحمداللہ عقیدہ میں متفق ہیں بجز ان کے جو ان میں سے

له طبقات الشافعية الكبرىٰ ج ۱ ص ۲۶۱، ۲۶۲ طبع مصر

اِلَّا مَنْ لَحِقَ مِنْهَا بِاَهْلِ الْاِعْتِزَالِ	معتزلہ یا مجسمہ کے ساتھ مل گئے ہیں
اَوِ التَّجْسِيْمِ وَ اِلَّا فَجَمْهُوْرُهَا	ورنہ جمہور اہلِ مذاہب اربعہ حق پر ہیں
عَلَى الْحَقِّ. يَقْرَؤُنَ عَقِيْدَةَ	یہی عقیدہ ابی جعفر طحاوی پڑھتے ہیں
اَبِيْ جَعْفَرِ الطَّحَاوِيْ الَّتِيْ تَلَقَّاهَا	جس کو علمار نے سلفًا اور خلفًا قبول کیا
الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّ خَلَفًا بِالْقَبُوْلِ	ہے اور اسی عقیدہ کے ساتھ اللہ
وَيَدِيْنُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى بِرَأْيِ	تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں شیخ ابوالحسن
شَيْخِ السُّنَّةِ اَبِي الْحَسَنِ	اشعری کی رائے کے مطابق کیونکہ
الْاَشْعَرِيِّ الَّذِيْ لَمْ يُعَارِضْهُ	شیخ اشعریؒ کی مخالفت بجز مبتدع
اِلَّا مُبْتَدِعٌ۔	کے دوسرا کوئی نہیں کرتا۔

اور اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

وَهٰؤُلَاءِ الْحَنَفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ	اور یہ حنفی، شافعی، مالکی، اور حنابلہ میں سے
وَالْمَالِكِيَّةِ وَفُضَلَاءِ الْحَنَابِلَةِ	فضلاء بحمداللہ سب عقیدہ میں متفق
وَلِلّٰهِ تَعَالَى الْحَمْدُ فِي الْعَقَائِدِ	ہیں، اہل سنت والجماعت کی رائے
عَقِيْدَتُهُمْ وَاحِدَةٌ كُلُّهُمْ عَلَى	کے مطابق اور شیخ ابوالحسن اشعری کے
رَأْيِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ،	طریق پر اسی عقیدہ پر خدا تعالیٰ کے

لہ کتاب معید النعم و مبید النقم ص۳۲۔ یہ کتاب مصر میں ابن قضیب البانؒ کی کتاب حل العقال کے حاشیہ پر طبع ہوئی ہے۔ ۱۲ سواتی

يَدِيْنُوْنَ اللهَ تَعَالٰى بِطَرِيْقِ شَيْخِ
السُّنَّةِ اَبِى الْحَسَنِ الْاَشْعَرِيِّ لَا
يَحِيدُ عَنْهَا اِلَّا رِعَاعٌ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ
وَالشَّافِعِيَّةِ لَحِقُوْا بِالْاِعْتِزَالِ وَ
رِعَاعُ الْحَنَابِلَةِ لَحِقُوْا بِاَهْلِ
التَّجْسِيْمِ وَبَرَّءَ اللهُ الْمَالِكِيَّةَ
فَلَمْ اَرَ مَالِكِيًّا اِلَّا اَشْعَرِيَّ
الْعَقِيْدَةِ۔
وَبِالْجُمْلَةِ عَقِيْدَةُ الْاَشْعَرِيِّ
هِيَ مَا تَضَمَّنَهُ عَقِيْدَةُ اَبِى
جعفر الطحاوى الَّتِيْ تَلَقَّاهَا عُلَمَاءُ
المذاهب بِالْقُبُوْلِ وَرَضُوْهَا
عَقِيْدَةً وقد ختمنا كتابنا
جمع الجوامع بعقيدةٍ ذكرنا
انّ سلف الامة عَلَيْهَا وَهِيَ
عقيدة الطّحاوي وَعَقِيْدَةُ
الطحاوى وعقيدةُ ابى القاسم

مطیع ہیں، اشعری کی مخالفت کوئی نہیں
کرتا اس عقیدہ سے سوائے ان گھٹیا
اور ردی قسم کے احناف اور شوافع کے
جو معتزلہ سے مل گئے ہیں اور وہ حنابلہ
جو مجسمہ سے مل گئے ہیں اور مالکیوں
کو خدا تعالیٰ نے بری قرار دیا ہے۔
کیونکہ میں نے کسی مالکی کو سوائے
اشعری العقیدہ کے نہیں دیکھا۔
الغرض امام اشعری کا عقیدہ وہی
ہے جس پر عقیدہ طحاوی مشتمل ہے
جس کو علماء مذاہب نے قبول کیا
ہے اور اسی عقیدہ پر راضی ہوئے ہیں
اور میں نے اپنی کتاب جمع الجوامع کے
خاتمہ میں اس عقیدہ کا ذکر کیا ہے اور
یہ بھی بیان کیا ہے کہ امت کے
سلف جس عقیدہ پر تھے وہ یہی
عقیدہ طحاوی ہے عقیدہ طحاوی اور

القشیری والعقیدۃ المسمّاۃ بالمرشدۃ مشترکات فی اصولِ اھل السّنّۃ والجماعۃ[1]	عقیدہ ابوالقاسم قشیری، اور عقیدہ جس کا نام مرشدہ ہے یہ سب اصول اہل السنۃ والجماعت میں مشترک ہیں۔

ائمۂ عقائد:-

علم عقائد میں اہل سنّت والجماعت کے دو[2] مشہور امام گزرے ہیں:-

۱- امام ابومنصور محمد بن محمود سمرقندی ماتریدیؒ (متوفی ۳۳۵ھ) سمرقند کے علاقہ میں ماترید ایک قصبہ تھا جہاں یہ امام پیدا ہوئے۔ علم الہُدیٰ (نشانِ ہدایت) ان کا لقب تھا، ماوراء النہر (جیحون) میں اہل سنّت والجماعت کے امام تھے، فقہ میں حنفی مسلک رکھتے تھے اور امام ابو نصر عیاضؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ اور وہ امام ابوبکر جوزجانیؒ کے شاگرد تھے، اور انہوں نے امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کا فخر و شرف حاصل کیا تھا[3]۔

۲- دوسرے امام ابوالحسن الاشعریؒ (یمن کے مشہور قبیلہ اشعر کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے نسب جاملتا ہے۔ اس لئے اشعری کہلاتے ہیں) علی بن اسمٰعیل بن ابی بشرؒ (متولد ۲۶۰ھ متوفی ۳۲۴ھ) ہیں، جنہوں نے معتزلہ کے مشہور صاحب تصانیف اور صاحب قلم امام

---

[1] کتاب مذکور ص ۹۶ [2] نبراس شرح، شرح عقائد نسفی ص ۲۳۔

ابو علی جبائی اور دیگر معتزلہ سے علم حاصل کیا، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چالیس[۱] سال تک معتزلہ کے امام رہے آخر ماہِ رمضان المبارک میں تین دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور ہر بار آپ نے فرمایا اے ابوالحسن ان عقائد کی تائید کرو جو مجھ سے مروی ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور انہوں نے مذہب اعتزال سے توبہ کی اور اہل سنت والجماعت کے عقیدوں کی پرزور تائید شروع کی حتیٰ کہ اہل اعتزال کے بے بنیاد عقائد کی عمارت متزلزل ہوگئی، سچ ہے کہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے"۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ کا علم کلام کے بعض مسائل میں اختلاف ہے، علامہ سبکیؒ کے بیان کے مطابق ان مسائل کی تعداد تیرہ[۱۳] ہے اور فتوح العقائد مؤلفہ مولانا فتح محمد برہان پوریؒ ص۹ تا ۱۱ میں ان کی تعداد بارہ تک بتائی گئی ہے، اور پھر ان کی تفصیل بھی لکھی گئی ہے، لیکن یہ تمام مسائل ایسے ہیں کہ چھان بین کرنے کے بعد اور فریقین کی بات سمجھ لینے کے، اور ان کی تعبیر پر بغور نگاہ ڈالنے کے بعد صرف نزاع لفظی ہی ثابت ہوتا ہے اور اصول پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی، اور امام سبکیؒ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر حنفی، مالکی شافعی اور حنبلی کے جمہور پیروکاران عقائد پر متفق ہیں اور یہ عقائد قرآن وسنت

---

[۱] طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۶

میں مذکور ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام اور سلف صالحینؒ ان ہی عقائد پر قائم رہے ہیں اور ان ہی عقیدوں پر خاتمہ کی تمنا کرتے رہے ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:۔

آما مذاہب مختلفہ اہل سنت والجماعت مثل اشعریہ وماتریدیہ درعقائد ومثل حنفی، شافعی، مالکی وحنبلی درفقہیات ومثل قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی درسلوک ایں ہمہ را فقیر برحق مے داند۔[1]	اور اہل سنت والجماعت کے مختلف مذاہب جیساکہ عقائد میں اشعری اور ماتریدی، فقہی مسائل میں حنفی شافعی مالکی اور حنبلی اور سلوک وتصوف میں قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی فقیران سب کو حق پر جانتا ہے۔

گویا عقائد میں اشعریہ، ماتریدیہ، احکام میں مذاہب اربعہ اور اخلاق واحسان میں سلاسل اربعہ کے متبع یہ سب اہل سنّت والجماعت ہیں۔

امام طحاویؒ کے حالات:۔

امام طحاوی کی کنیت ابوجعفر ہے۔ نام احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک بن سلمہ بن سلیم بن سلیمان بن جواب ازدی حجری مصری حنفی محدث، فقیہ حافظ الحدیث، یمنی قبیلہ ازد کی شاخ ازد حجر سے تعلق رکھتے تھے کیونکہ اسی قبیلہ کی دوسری شاخ ازد شنوءۃ ہے۔

---

[1] فتاویٰ عزیزی فارسی ج ۲ ص ۷

مؤرخ سمعانیؒ نے لکھا ہے کہ امام طحاویؒ کی ولادت سنہ ۲۲۹ھ میں ہوئی ہے۔ یہی قول راجح اور صحیح ہے، محدث ابوسعید بن یونسؒ نے بیان کیا ہے کہ امام طحاویؒ نے خود بیان کیا ہے کہ میری ولادت سنہ ۲۲۹ھ میں ہوئی ہے۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ طحاوی وادیٔ نیل کے ایک گاؤں طحا کی طرف منسوب ہیں، صاحب فقہ، ثبوت، ثقاہت اور حفظ میں بلند مقام رکھتے تھے۔

علامہ عینی حنفی شارح بخاریؒ نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کی وفات کے وقت امام طحاوی کی عمر ۲۷ سال تھی، امام مسلم کی وفات کے وقت ۳۲ سال، ابن ماجہ کی وفات کے وقت ۴۰ سال، ابوداؤد کی وفات کے وقت ۴۶ سال، ترمذی کی وفات کے وقت ۵۰ سال نسائیؒ کی وفات کے وقت ۷۴ سال تھی، اور امام احمدؒ کی وفات کے وقت امام طحاوی کی عمر ۱۲ سال تھی، یحییٰ بن معین کی وفات کے وقت طحاوی صرف چار سال کے تھے۔

امام سمعانی شافعیؒ ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

کَانَ اِمَامًا ثِقَۃً ثَبَتًا فَقِیْھًا عَالِمًا لَمْ یَخْلُفْ مِثْلَہٗ[۱]	کہ وہ امام ثقہ، ثبت و پختہ کار، فقیہہ اور ایسے عالم تھے جنہوں نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔

امام یافعی شافعیؒ فرماتے ہیں:۔

---

[۱] کتاب الانساب ورق ۳۶۸

بَرَعَ فی الفقہِ والحدیث وصنّف التصانیف المفیدۃ[1]

کہ امام طحاویؒ نے فقہ اور حدیث میں بڑی مہارت اور کمال حاصل کیا اور نہایت مفید کتابیں تصنیف کیں۔

امام ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں:۔

امام الحنفیۃ فی وقتہ فی الحدیث والفقہ ومعرفۃ اقوالِ السلف[2]

کہ اپنے وقت میں امام طحاوی حدیث، فقہ اور اقوال سلف کو جاننے میں حنفیوں کے امام تھے۔

علامہ ذہبیؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں:۔

الامام العلامۃ الحافظ صاحب التصانیف البدیعۃ۔[3]

کہ وہ امام، علامہ، حافظ اور عمدہ کتابوں کے مصنف تھے۔

امام مسلمہ بن قاسم اندلسیؒ ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

ثقۃ، جلیلُ القدر فقیہ البدن عالمٌ باختلافِ العلماء بصیرٌ بالتصنیفِ[4]

ثقہ اور بڑے مرتبہ والے اور فقیہ النفس تھے علماء کے اختلاف کے عالم تھے اور تصنیف کی بڑی بصیرت رکھتے تھے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

---

[1] فوائد البہیہ ص۳۳۔ [2] اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص۹۶۔ [3] تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۲۸

[4] لسان المیزان ج۱ ص۲۷۶۔ [5] لسان المیزان ج۱ ص۲۷۷ ۱۲

وکان اوحد اھل زمانه علماً[1] کہ اپنے زمانہ میں علم کے اعتبار سے یگانہ تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ امام طحاویؒ کی تصانیف ان کی وسعتِ علم اور معلومات پر دال ہیں اور امام طحاویؒ مجتہد منتسب تھے۔

علامہ شیخ محمد زاہد الکوثریؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام الحاوی فی سیرۃ الامام الطحاوی ہے۔ اس میں امام طحاوی کے حالات کافی تفصیل سے ذکر کئے ہیں۔

امام طحاوی کے شیوخ واساتذہ اور صحاح ستہ کے مصنفین کے رواۃ کے ساتھ ان کا روایت میں اشتراک اور ان کے تلامذہ اور اصحاب اور ہم عصر حضرات کا تذکرہ پوری تفصیل کے ساتھ مقدمہ امانی الاحبار میں بیان کیا گیا ہے۔

امام طحاوی کے والد بھی عالم اور دیندار انسان تھے، امام طحاوی نے اپنے والد سے بھی حدیث سنی ہے، امام طحاوی ابتداءً شافعی المذہب تھے، اور اپنے ماموں حضرت اسمٰعیل مزنیؒ (جو امام شافعیؒ کے تلمیذ خاص اور جانشین تھے) سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اور بعد میں تحقیق کرنے سے مذہب حنفی اختیار کر لیا اور اس میں اتنی مہارت حاصل کی کہ وکیل الاحناف بن گئے، جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے

[1] لسان المیزان ج ۱ ص ۲۷۴

ماموں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی کتابیں بکثرت مطالعہ کرتے ہیں، تو انہوں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے، ماموں نے بتایا کہ ان میں فقاہت اور علم کی باریک باتیں بہت ہیں اس سے امام طحاوی بھی متأثر ہوئے اور حنفی مسلک اختیار کر لیا۔

حدائق الحنفیہ کے مصنف نے فتاوی برہنہ کے حوالہ سے امام طحاوی کے انتقال مذہب کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ اپنے ماموں کے پاس تعلیم حاصل کر رہے تھے سبق میں یہ مسئلہ بھی آیا کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے برخلاف امام شافعیؒ کے مذہب میں عورت کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالنا درست اور جائز نہیں امام طحاوی کی ولادت بھی چونکہ اس طریق پر ہوئی تھی، لہٰذا اس مسئلہ سے متأثر ہو کر انہوں نے مذہب حنفی اختیار کر لیا۔ کیونکہ حنفی مذہب ان کی زندگی کا سبب بنا۔[1]

تحفۃ الاحباب میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس سے امام طحاوی کی خدا پرستی اور نیکی ظاہر ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مصر کا امیر (حاکم وقت) ابو منصور تکین حزری جس کو عام طور پر جبار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک روز امام طحاوی کے گھر پر آیا، طحاوی نے اس طرح امیر کو اپنے گھر پر دیکھا۔ تو گھبرا گئے، امیر نے نہایت اکرام اور اعزاز کا معاملہ کیا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی کا

---

[1] حدائق الحنفیہ ص۱۶۵

عقدِ نکاح آپ کے ساتھ کردوں۔ امام طحاوی نے معذرت کی کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، امیر نے کہا کچھ مال درکار ہے؟ طحاوی نے کہا نہیں، امیر نے کہا کچھ جاگیر آپ کے نام کردی جائے؟ طحاوی نے کہا نہیں، امیر نے کہا کسی چیز کی ضرورت ہو تو طلب کریں، طحاوی نے کہا اگر میری گذارش پر توجہ کریں تو عرض کروں، امیر نے کہا ضرور، امام طحاوی نے کہا دین کی حفاظت کرو، مبادا کہیں حدودِ الٰہی سے نہ نکل جاؤ، موت سے پہلے خود کو عذاب سے نجات دینے کی کوشش کرو، بندوں پر ظلم نہ کرو" امیر یہ نصیحت سُن کر چلا گیا اور اہل مصر پر جو زیادتیاں کیا کرتا تھا اُن سے تائب ہوگیا۔

امام طحاوی کی تصانیف:۔

امام طحاوی نے مختلف موضوعات پر نہایت بیش قیمت تصنیفات کی ہیں، چند تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

۱۔ شرح معانی الآثار:۔ علمِ حدیث کی مشہور درسی کتاب ہے، دار العلوم دیوبند اور مدارس اسلامیہ میں صحاحِ ستہ کے ساتھ درس میں پڑھائی جاتی ہے۔ بہت عمدہ اور مفید کتاب ہے، امام عینیؒ نے اس کی دو شرحیں لکھی ہیں، موجودہ دور میں اس کی نہایت عمدہ شرح امانی الاحبار حضرت مولانا محمد یوسفؒ شیخ التبلیغ نے لکھنی شروع کی تھی، جس کی دو جلدیں ہی طبع ہوسکی ہیں، افسوس کہ شیخؒ کی وفات کی وجہ سے یہ کام ادھورا رہ گیا۔

۲۔ مشکل الآثار:۔ مختلف اور متعارض احادیث کی تطبیق میں بڑی ضخیم کتاب ہے، صرف چار جلدیں ہی حیدر آباد (دکن) سے شائع ہوئی ہیں، جملہ سات جلدیں ہیں۔

۳۔ مختصر طحاوی:۔ فقہ میں قدوری کی طرح نہایت عمدہ متن ہے۔

۴۔ عقیدۃ الطحاوی:۔ علمِ عقائد میں یہ رسالہ بہت مشہور ہے، اس کا پورا نام یہ ہے:۔

"بیان اعتقاد اہل السنۃ والجماعت علی مذہب الفقہاء الملت ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد بن الحسن"

مندرجہ بالا چاروں کتابیں مطبوعہ ہیں۔

۵۔ اختلاف العلماء:۔

۶۔ احکام القرآن: قرآن کی تفسیر ہے، قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ طحاوی نے اس موضوع پر ایک ہزار ورق لکھے تھے۔

۷۔ کتاب الشروط الکبیر۔

۸۔ کتاب الشروط الاوسط۔

۹۔ النوادر الفقہیہ۔

۱۰۔ کتاب النوادر والحکایات۔

۱۱۔ حکم ارض مکۃ۔

۱۲۔ حکم الفیئ والغنائم۔

۱۳۔ الرد علی کتاب المدلسین۔

۱۴۔ کتاب الاشربہ۔

۱۵۔ الرد علی عیسٰی بن ابان۔

۱۶۔ اختلاف الروایات۔

۱۷۔ الرزیۃ۔

۱۸۔ شرح الجامع الکبیر۔

۱۹۔ شرح الجامع الصغیر۔

۲۰۔ کتاب المحاضرات والسجلات۔

۲۱۔ کتاب الوصایا والفرائض۔

۲۲۔ کتاب التاریخ الکبیر۔

۲۳۔ اخبار ابی حنیفہؒ واصحابہٗ۔

۲۴۔ کتاب النحل۔

۲۵۔ سنن الشافعیؒ:۔ اسی میں امام شافعیؒ کی روایات جمع کی ہیں۔

۲۶۔ التسویۃ بین حدثنا واخبرنا۔

۲۷۔ صحیح الآثار۔

۲۸۔ الرد علی ابی عبید:۔ علم انساب میں ہے۔

اوّل الذکر چار کتابوں کے علاوہ باقی کتابیں ہمارے مطالعہ میں نہیں آئیں۔
واللہ اعلم ان میں کون کون سی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہیں۔

وفات:۔

امام طحاوی کی وفات ماہِ ذیقعدہ جمعرات کی شب ۳۲۱ھ میں ہوئی۔ اور
قرافہ (مصر کا ایک علاقہ) میں تدفین ہوئی۔ آپ کی تاریخ وفات بعض نے نورِ دنیا
اور فقیہہ بے عدیل لکھی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

التماس:۔

ناظرین کرام اور ہمدردانِ ملّت سے التماس ہے کہ چھوٹے بچے اور بچیاں جو
ابتدائی درجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جب اتنی اردو پڑھ لیں۔ کہ اس رسالہ
کا ترجمہ سمجھ سکیں تو ان کو یہ عقائد پڑھا دیئے جائیں اور یاد کرا دیئے جائیں۔ تاکہ ان
کے دل پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو جائیں، اور آنے والی زندگی میں ان کو کام دے سکیں۔

وَاللہ الموفق والمعین

عبدالحمید سواتی۔ خادم مدرسہ نصرۃ العلوم
گوجرانوالہ شہر

یوم الخمیس ۲۵ رجب ۱۳۹۱ھ

اہل سنت والجماعت کے عقائد

بیان السنۃ

المعروف بہ

عقیدۃ الطحاوی

فادری

○

للامام حجۃ الاسلام حافظ الحدیث ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ

الازدی المصری الطحاوی [۲۲۹ھ-۳۲۱ھ]

○

ترجمہ

از احقر عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم

○

ناشر ○ ادارہ نشر و اشاعت ○ مدرسہ نصرۃ العلوم ○ گوجرانوالہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

قَالَ الشیخُ الاِمَامُ الفَقِیہُ علم الاَنَامِ حجۃُ الاسلام ابوجعفر الوراقُ الطحاوی والمصری رحمہ اللہ هذا ذکرُ بیانِ عقیدۃِ اهل السُنّۃ والجماعۃِ علیٰ مذهبِ فقهاءِ المِلّۃِ ابی حنیفۃ النعمان بن الثابت الکوفی وابی یوسف یعقوب بن ابراهیم الانصاری وابی عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی رضوان اللہ علیهم اجمعین وَمَا یعتقدونَ مِنْ اصولِ الدین ویدینونَ اللہَ بہٖ رَبّ العَالَمِینَ ۝

حضرت امام ابوجعفر طحاویؒ نے فرمایا ہے کہ اس کتابچہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، یہ اہل سنت والجماعت کے اُس عقیدہ کا بیان ہے، جو فقہاءِ ملت ائمہ احناف حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مذہب کے مطابق ہے نیز اس میں وہ اصول دین بھی ذکر کئے گئے ہیں جن پر یہ ائمہ اعتقاد رکھتے ہیں، اور ان کے مطابق اللہ رب العالمین کی اطاعت کرتے ہیں۔

نقول فی توحید اللہ معتقدین
بتوفیق اللہ، انّ اللہ واحدٌ
لا شریك له ولا شیئ مثله
ولا شیئ یعجزه ولا الٰه غیره
قدیمٌ بلا ابتداء، دائمٌ بلا
انتهاء لا یفنی ولا یبیدُ ولا
یکونُ الّا ما یُریدُ لا تبلغه
الاوهامُ ولا تدرکه الافهامُ
ولا یشبهه الانامُ، حیٌّ لا
یموتُ، قیّوم لا ینام، خالقٌ
بلا حاجةٍ رازقٌ بلا مؤنةٍ
مُمیتٌ بلا مخافةٍ، باعثٌ
بلا مشقّةٍ، ما زال بصفاته
قدیمًا قبل خلقه، لم یزدد
بکونهم شیئًا لم یکن
قبلهم، من صفاته -

چنانچہ یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ
تعالیٰ کی بخشش ہوئی توفیق سے اللہ کی
توحید کے بارہ میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں
کہ اللہ واحد (تنہا) ہے اس کا کوئی
شریک نہیں، کوئی چیز اس کے مانند
نہیں ہے، نہ کوئی چیز اس کو عاجز کر
سکتی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
وہ قدیم ازلی ہے جس کی ابتدا نہیں،
وہ ابدی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں،
اس پر فنا اور ہلاکت نہیں، کوئی بات
اس کے ارادہ کے بغیر نہیں ہوتی، اس
تک وہم کی رسائی نہیں، اور نہ عقل و
فہم اس کا ادراک کر سکتے ہیں، اور مخلوقات
بھی اس کے مانند نہیں، وہ زندہ ہے
جس پر موت نہیں، وہ قیوم (خود
قائم اور سب چیزوں کو قائم رکھنے والا)
ہے جس پر نیند طاری نہیں ہوتی، وہ

خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے لیکن
بغیر احتیاج کے (یعنی اس کو کسی کے
پیدا کرنے کی ضرورت نہیں) وہ رازق
ہے بغیر تکلیف اٹھائے (یعنی روزی
بہم پہنچانے میں اُسے کوئی تکلیف
اور مشقت اُٹھانا نہیں پڑتی) وہ مارنے
والا ہے بغیر کسی خوف کے، وہ دوبارہ
اٹھانے والا ہے بغیر مشقت کے (مخلوق
کو پیدا کرنے سے پہلے بھی) وہ ہمیشہ سے
اپنی صفات کے ساتھ قدیم ہے۔
مخلوقات کے پیدا کرنے سے اس کی
صفات میں کسی چیز کا بھی اضافہ نہیں
ہوا جو پہلے نہ تھا۔

وَكَمَا كَانَ بِصِفَاتِهٖ اَزَلِيًّا كَذٰلِكَ
لَا يَزَالُ عَلَيْهَا اَبَدِيًّا لَيْسَ مُنْذُ
خَلَقَ الْخَلْقَ اسْتَفَادَ اسْمَ الْخَالِقِ،
وَلَا بِاِحْدَاثِهِ الْبَرِيَّةَ اسْتَفَادَ

اور جیسا کہ وہ اپنی صفات کے ساتھ ازلی
ہے اسی طرح ان صفات کے ساتھ ابدی
بھی ہے اور وہ ایسا نہیں کہ مخلوق کو
پیدا کرنے کے بعد اس نے خالق کا اسم

اسمَ البارى، لهٗ معنى الربوبيّةِ
وَلَا مربوبَ، ومعنى الخالقيةِ
وَلَا مخلوقَ، وكما انه محى الموتىٰ
بعد ما اَحْيَا استحقّ هذا الاِسم
قَبلَ احيائِهِمْ، كذالك استحق
اسم الخالق قبل انشائِهِمْ،
ذلك بانهٗ على كل شيئٍ قديرٌ
وَكل شيئٍ اليه فقير وكل امرٍ
عليه يسيرٌ، لا يحتاج الى شيئٍ
ليس كمثله شيئٌ وَهُوَ السميعُ
البصير، خلقَ الخلقَ و قدّر
لهم اقدارًا وضربَ لهم
آجَالًا، لم يخفَ عَلَيْهِ شيئٌ
قبل ان خلقهم وَعَلِمَ ما هم
عَاملونَ قبل اَنْ يَخْلُقَهُمْ و
امرهم بطاعتِهٖ وَنَهَاهُمْ عَنْ
معصيتهٖ وكل شيئٍ يجرى

استفادہ کیا ہو، اور نہ مخلوق کو بنانے
کے بعد اس نے باری کے اسم کا استفادہ
کیا ہے، اس کے لئے اس وقت بھی معنی
ربوبیت (صفت ربوبیت) کی تھی
جب کہ کوئی مربوب (پرورده)
نہ تھا اور معنیٰ خالقیت اس کے لئے
تھا جبکہ کوئی مخلوق نہ تھی، اور جس طرح
وہ مردوں کو زندہ کرنے کے بعد اس
اسم کا حقدار ہے اسی طرح ان کے زندہ
کرنے سے پہلے بھی تھا، اور اسی طرح
اسم خالق کا مستحق وہ ان کے پیدا کرنے
سے پہلے بھی تھا، اس لئے کہ وہ ہر
چیز پر قادر ہے۔ اور ہر چیز اس کی
محتاج ہے، اس پر ہر کام آسان ہے
وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور اس کی مانند
کوئی چیز نہیں، وہی سننے اور دیکھنے
والا ہے، اس نے مخلوق کو اپنے علم کے

بِقُدْرَتِہٖ وَمَشِیْئَتِہٖ وَمَشِیْئَتُہٗ تَنْفُذُ، لَا مَشِیْئَۃَ لِلْعِبَادِ اِلَّا مَا شَاءَ لَھُمْ، فَمَا شَاءَ لَھُمْ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ۔

ساتھ پیدا کیا ہے، اور سب کی اس نے تقدیر ٹھہرائی ہے، اور ان کی عمریں مقرر کی ہیں، ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ تھی اور اللہ تعالیٰ ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی جانتا تھا، کہ وہ کیا کچھ کام کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی معصیت سے منع کیا ہے ہر چیز اس قدرت اور مشیئت سے جاری ہوتی ہے، اسی کی مشیئت نافذ ہے اور بندوں کی مشیئت کوئی نہیں بجز اس کے جو وہ چاہے ان کے لئے پس وہ ان کے لئے جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔

یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ وَیَعْصِمُ وَیُعَافِیْ فَضْلًا، وَیُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَخْذُلُ وَیَبْتَلِیْ مَنْ یَشَاءُ عَدْلًا، وَکُلُّھُمْ

اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور (گناہ کی آلودگی سے) بچاتا ہے اور اپنے فضل سے اسے عافیت بخشتا ہے۔

يتقلبونَ فی مشیئتِهٖ بین فضلِهٖ
وعدلِهٖ، لارادَّ لِقضائِهٖ،
وَلا معقِّبَ لِحکمِهٖ ولاغالب
لهٗ آمنّا بذلِکَ کُلِّهٖ، وَاَیقَنّا
ان کلّاً مِنْ عندہٖ، وَاَنَّ محمدا
صلی اللہ علیہ وسلم عبدُہٗ
المصطفٰی وَنبیُّہٗ المجتبٰی وَ
رسولہٗ المرتضٰی، خاتم الانبیاء
وامام الاتقیاء وسید المرسلین
وَحبیب ربِّ العالمین، وکلُّ
دعوۃِ نبوّۃٍ بعد نبوّتِہٖ فَغیٌّ
وَھوٰی وھوالمبعوث الٰی
عامۃ الجنّ وکافۃِ الورٰی بالحقِّ
والھدٰی وَاَنّ القرآن کلام اللہ
تعالٰی، منہٗ بَدَا بلاکیفیّۃٍ
قولًا وانزلہٗ علٰی نبیہٖ وحیًا و
صدّقہٗ المؤمنون علٰی ذٰلک حقًا،

اور جس کو چاہتا ہے (اس کو سوءِ استعداد
کی وجہ سے) گمراہ اور رسوا کرتا ہے،
اور اُسے ابتلاء و آزمائش میں ڈال دیتا
ہے، اور سب پلٹتے ہیں اس کی مشیئت
میں اس کے فضل و عدل کے درمیان
اس کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا
اور اس کے حکم کو کوئی پیچھے ہٹا نہیں
سکتا، اور اللہ کے حکم پر کوئی غالب
نہیں آسکتا، ہم ان سب باتوں پر ایمان
لائے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب
باتیں اُسی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔
اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور منتخب
بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ
رسول ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، تمام
اتقیاء کے امام سب رسولوں کے
سردار اور رب العالمین کے محبوب ہیں۔

وَاَیْقنوا، انه کلام الله تعالےٰ
بالحقیقةِ وَلیس بمخلوقٍ لکلامِ
البریة، فَمَنْ سَمِعَهُ فزعم
انَّهُ کلامُ البشرِ فقد کفر، وَ
قد ذمّه الله تعالےٰ وَعَابَهُ
واَوْعدَ عذابَهُ۔

آپ کی نبوت کے بعد ہر قسم کی نبوت کا
دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی پیروی
ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام
جنات اور تمام انسانوں کی طرف حق
اور ہدایت کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔
اور بے شک قرآن اللہ تعالےٰ کا کلام
ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہی ظاہر ہوا ہے قول
کی شکل میں لیکن بلا کیفیت (قرآن
کے نزول اور حروف کی شکل میں متشکل
ہونا اس کی کیفیت کوئی نہیں جان
سکتا)، اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی شکل
میں نازل فرمایا ہے اور مومنین نے
ٹھیک طریق پر اس کی تصدیق کی ہے
اور وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ
یہ قرآن حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ
مخلوق نہیں جیسا کہ مخلوقات کا کلام

ہوتا ہے، جس نے اس قرآن کو سُنا
اور یہ خیال کیا کہ یہ بشر (انسان) کا کلام
ہے، تو وہ کافر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے
شخص کی مذمت کی ہے، اس کی برائی
بیان کی ہے اور اُسے عذاب کی وعید
سنائی ہے۔

حیث قال سَاُصْلِیه سَقَرَ فلما
اوعد اللّٰه تعالیٰ بِسَقَرَ لِمَنْ
قَالَ "اِنْ هٰذٰا اِلَّا قولُ البشر"
عَلِمنَا انهٗ قولُ خالِق البَشر،
ولا یشبههٗ قول البشر ومَن
وصف اللّٰه تعالیٰ بمعنیً مِنْ
معانی البشر فقد کفر، فَمَنْ
اَبْصَرَ هٰذا فقد اعتبر وعن
مثل قول الکفار اِنزَجَرَ، و
عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ تعالیٰ بصفاتِه
لیس کالْبَشَرِ والرُّؤیة

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ
میں ایسے شخص کو دوزخ میں داخل کرونگا،
پس جب اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو جو
قرآن کے بارہ میں کہتا ہے کہ یہ انسان
کا کلام ہے، دوزخ کی وعید سُنائی
ہے تو معلوم ہوا کہ یہ انسان کا نہیں بلکہ
انسانوں کو پیدا کرنے والے کا کلام
ہے اور انسان کا کلام اس سے مشابہت
نہیں رکھتا۔
اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا وصف
ایسے معنی اور صفت کیساتھ کیا جو انسانوں

حقٌّ لاهلِ الجنّةِ بغيرِ احاطةٍ
ولا كيفيةٍ كما نطقَ به كتابُ
ربّنا "وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ
اِلىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" وتفسيرُهٗ
علىٰ ما اراد الله تعالىٰ وعلمهٗ
وكلّ ما جاء فى ذلك من الحديث
الصحيح عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم فهو كما قالَ ومعناهُ
علىٰ ما اراد ولا ندخل فى ذلك
متأوّلين بآرائنا ولا متوهمين
باهوائنا فانّه ما سلم فى دينه
الّا من سلّم الله عزّ وجلّ و
لرسوله وردّ علم ما اشتبه
عليه الىٰ عالمه۔

میں پایا جاتا ہے تو ایسا شخص کافر ہوگا۔
پس جس شخص نے اس بات کو بصیرت
کی آنکھ سے دیکھا اس نے عبرت
حاصل کی اور کافروں جیسی بات کہنے
سے باز آیا اور اس نے جان لیا کہ اللہ
تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ انسانوں
کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا۔ اور
اللہ تعالیٰ کا دیدار اہل جنت کے لئے
بغیر احاطہ کرنے کے اور بغیر کیفیت
کے برحق ہے، جیسا کہ ہمارے پروردگار
کی کتاب نے اس کو بیان کیا ہے۔ کہ
کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے
اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے
ہوں گے، اور دیدار و رؤیت کی
تفسیر و تشریح اسی طرح درست ہوگی
جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے
اور اس بارہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے صحیح حدیث آئی ہے تو وہ
اسی طرح برحق ہے اور اس کا معنی
وہی ہے جو آپ نے ارادہ کیا ہم
اس سلسلہ میں اپنی رائے کے ساتھ تاویل
نہیں کرتے اور نہ اپنی خواہشات کے
ساتھ وہم میں پڑتے ہیں کیونکہ دین
میں وہی آدمی بچا ہے جس نے اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے سر تسلیم خم کیا ہے، اور جو چیز
اس کے نزدیک مشتبہ ہو اس کو اس
کے جاننے والے کی طرف سونپ دے۔

ولا يَثبتُ قدمُ الاسلامِ الا
علىٰ ظهرِ التسليمِ والاستسلامِ
فَمَنْ رَامَ علمَ ما حجرعنهُ
علمهُ ولمْ يقْنعْ بالتسليمِ فهمهُ حجبهُ
مرامهُ عن خالِصِ التوحيدِ و
صافي المعرفةِ وصحيحِ الايمان

اور اسلام کا قدم پختہ اور ثابت نہیں رہ
سکتا مگر تسلیم اور انقیاد کی پشت پر،
اب جو آدمی اس چیز کے علم کا قصد کرتا
ہے جس کے علم سے اُسے منع کیا گیا ہے
اور اس کا فہم تسلیم پر قناعت نہ کرے
تو اس کو یہ مقصد خالص توحید صاف

فیتذبذب بین الکفرِ والایمان
والتصدیق والتکذیب والاقرار
والانکارِ مُوَسْوِسًا تَائِهًا شَاکًّا
زَائِغًا، لامؤمنًا مصدقًا ولا
جاحدًا مکذبًا، ولا یَصِحُّ الایمانُ
بالرُؤیةِ لاهل دار الاسلام لمن
اِعْتَبَرَهَا منهم بوهمٍ، اوتَاوّلها بفهمٍ،
اِذْکان تأویل الرُؤیة وتاویل کل
معنی یضاف الی الربوبیةِ لا یصح
الایمانُ بالرُؤیةِ الابترک التاویل و
لزوم التسلیم وعلیه دین المرسلین و
من لم یَتَوَقَّ النفی والتشبیهَ زَلَّ ولم
یصب التنزیه فانَّ رَبَّنَا جل وعلا
موصوف بصفاتِ الوحدانیّةِ،
منعوت بنعوت الفردانیه،
لیس بمعناه احدٌ مِنَ
البریةِ، تعالی عن الحدود

معرفت اور صحیح ایمان سے روک دیگا۔
تو ایسا آدمی کفر اور ایمان، تصدیق و
تکذیب، اقرار وانکار کے درمیان
متذبذب اور متردد اور وسوسہ میں
مبتلا ہو کر حیران و سرگردان رہے گا،
شک میں پڑا ہوا کج رو اور گمراہ ہوگا۔
نہ تو وہ مؤمن تصدیق کرنے والا ہوگا
اور نہ منکر جھٹلانے والا ہوگا، اور اہل
ایمان میں سے جو آدمی اپنے وہم کے
ساتھ رؤیت کا اعتبار کرے گا۔
اپنے فہم (ناقص) کے ساتھ اسکی تاویل
کرے گا تو اس کا ایمان صحیح نہ ہوگا
اس لئے کہ رویت کی تاویل کرنا ہر
اس صفت کی تاویل کرنا جو ربوبیت
کی طرف منسوب ہے اس سے ایمان درست
نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ تاویل ترک
کردے اور تسلیم کو لازم پکڑے، انبیاء اور

والغایاتِ وَالارکانِ وَالاعضاءِ والادوات، لاتحویہ الجہات الستُّ کسائرِالمبتدعات۔

رسل علیہم السلام کا دین اسی عقیدہ پر ہے اور جو آدمی (جن چیزوں کی نفی کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات سے ضروری ہے ایسی چیزوں کی) نفی سے نہیں بچے گا اور اسی طرح جو تشبیہ (اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دینے) سے نہیں بچے گا تو ایسا آدمی راہ راست سے پھسل جائیگا اور (اللہ تعالیٰ کی) تنزیہ کو نہیں پا سکے گا، کیونکہ ہمارا پروردگار وحدانیت کی صفات کے ساتھ موصوف ہے اور فردانیت کی نعوت کے ساتھ متصف ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت کی طرح مخلوق میں سے کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ حدودغایت، اعضاء وارکان اور آلات سے بلند وبرتر ہے۔ جہات ستہ (فوق، تحت، قدام، خلف، یمین، یسار) اس کا

احاطہ نہیں کرتیں۔ جیسا کہ تمام مخلوقات کا احاطہ کرتی ہیں۔

والمعراج حق قد اسریٰ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعرج بشخصہ فی الیقظۃ الی السماء ثم الیٰ حیث شاء اللہ من العلیٰ واکرمہ انہ سبحانہ وتعالیٰ بما شاء واوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔

اور معراج برحق ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت سیر کرائی، بیداری کی حالت میں آپ کے شخص یعنی جسد مبارک کو آسمان دنیا تک اوپر لے جایا گیا، پھر وہاں سے آگے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا بلندیوں پر آپ کو لیجایا گیا، اور جس چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو بزرگی بخشی، اور اللہ تعالیٰ نے (وہاں) اپنے بندہ پر جو چاہا وحی نازل فرمائی۔

والحوض الذی اکرمہ اللہ تعالیٰ بہٖ غیاثاً لامتہٖ، والشفاعۃ التی ادخرھا لھم حق کما روی فی الاخبار والمیثاق الذی اخذہ اللہ تعالیٰ من آدم علیہ السلام و

اور حوض کوثر بھی برحق ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی امت کی تکلیف دور کرنے اور پیاس بجھانے کیلئے عزت بخشی ہے، اور شفاعت

ذریتہٖ حق، وقد علم اللہ فیما لم یزل عدد من یدخل الجنۃ ویدخل النار جملۃً واحدۃً ولا یزاد فی ذلک العدد ولا ینقص منہ وکذلک افعالہم فیما علم منہم ان یفعلوہ وکل میسر لما خلق لہ والاعمال بالخواتیم والسعید من سعد بقضاء اللہ والشقی من شقی بقضاء اللہ۔

بھی حق ہے جس کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھا ہے جس طرح کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔

اور وہ میثاق بھی حق ہے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے لیا تھا اور اللہ تعالےٰ دفعۃً ازل ہی سے جانتا ہے کہ کتنے آدمی جنت میں اور کتنے آدمی دوزخ میں داخل ہوں گے، ان کی تعداد میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور اسی طرح بندوں کے افعال واعمال کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے کرنے سے پہلے ہی جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کام کی توفیق ملتی ہے، جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور اعمال کی دارومدار تو خاتمہ پر ہے، اور سعید (نیک بخت) وہ ہے جو اللہ تعالےٰ

کے فیصلہ سے نیک بخت ہوا اور شقی (بدبخت) بھی وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کے فیصلہ سے بدبخت ہوا۔

واصل القدر سرّ الله تعالٰے في خلقه لم يطلع على ذلك ملكٌ مقربٌ ولا نبيٌّ مرسلٌ والتعمقُ في ذلك ذريعةُ الخذلان وسلم الحرمانِ ودرجة الطغيان فالحذر كل الحذر من ذلك نظرًا وفكرًا او وسوسةً فان الله طوىٰ علمَ القدر عن انامِه ونهاهُم، عن مرامِه كما قال" لا يُسْئَلُ عمّا يفعلُ

اور تقدیر[1] کی اصل یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے، اس کی مخلوق میں اس پر اللہ تعالیٰ نے کسی مقرب فرشتہ کسی نبی اور رسول کو مطلع نہیں کیا، اس میں تعمق (باریک طریقہ سے اس میں غور کرنا) اور نظر و فکر کرنا خذلان (رسوائی) کا ذریعہ ہے اور محرومی کی سیڑھی ہے اور سرکشی میں قدم رکھنا ہے پس اس میں نظر و فکر کرنے یا وسوسہ سے بچو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر کا علم اپنی

---

[1] اور امام نوویؒ نے شرح مسلم ج۲ ص۳۳۲ میں لکھا ہے کہ:۔

وَقد طوى الله تعالى علم القدر عن العالم فلم يعلمه نبي مرسل ولا ملك مقربٌ۔

اللہ تعالیٰ نے تقدیر کا علم تمام عالم سے لپیٹ دیا ہے (پوشیدہ کر دیا ہے) اسکو نہ تو کوئی نبی مرسل جانتا ہے اور نہ کوئی مقرب فرشتہ (صواتی)

وَهُمْ يُسْئَلُونَ فمن سئل لم فعل فقد ردّ حكم الكتاب ومن ردّ حكم الكِتاب كان مِنَ الكافرين فهذه جملة ما يحتاجُ اليه من هُوَ منوّرٌ قلبُهٗ من اولياءِ الله تعالىٰ و هي دَرَجةُ الرّاسخين في العلم۔

مخلوق سے لپیٹ دیا ہے (مخفی کر دیا ہے) اور اس مقصد کو حاصل کرنے سے روک دیا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بارہ میں جو وہ کرتا ہے۔ اور لوگوں سے سوال کیا جائے گا پس جس شخص نے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا ہے، تو اس شخص نے اللہ کی کتاب کے حکم کو رد کیا اور جس نے اللہ کی کتاب کے حکم کو رد کیا وہ کافر ہوا، یہ سب باتیں وہ ہیں کہ ان کی طرف محتاج ہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء جن کے دل نورِ ایمان سے منور ہیں، اور یہی راسخین فی العلم (علم میں مضبوط اور پختہ لوگوں) کا درجہ ہے۔

لانّ العلم عِلمانِ۔ عِلمٌ في الخلق موجودٌ وعلمٌ في الخلق مفقودٌ

کیونکہ علم دو قسم ہے ایک علم وہ ہے جو مخلوق میں موجود ہے اور دوسرا علم

فانکار العلم الموجود کفرٌ وادّعاءُ
العلم المفقود کفرٌ، ولا یصحّ
الایمانُ الا بقبول العلم الموجود
وترکِ العلم المفقود ونؤمنُ
باللوحِ والقلمِ وبجمیع ما فیه
قد رقم فلو اجتمع الخلقُ کلُّهم
علی شیئٍ کتبهُ الله تعالیٰ فیه
انه کائن لیجعلوهُ غیرَ کائنٍ لم
یقدروا علیه، ولو اجتمعوا
کلهم علی ما لم یکتبه اللهُ فیه

وہ جو مخلوق میں مفقود[۱] ہے (موجود نہیں ہے)
پس موجود علم کا انکار کفر ہے اور اسی طرح
مفقود علم کا دعویٰ کرنا بھی کفر ہے (یعنی
جو علم وحی کے ذریعہ مخلوق کو معلوم ہوا
ہے مثلاً پیغمبروں کی زبانی اور کتب الٰہیہ
سے، اس کا انکار کفر ہے اور اسی طرح
جو علم مخلوق سے پوشیدہ ہے (علم الغیب)
اس کا دعویٰ کرنا بھی کفر ہے) اور ایمان
درست نہیں ہو سکتا جب تک موجود
علم کو قبول نہ کرے اور پوشیدہ علم

---

۱ امام طحاویؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری باجماعت نماز کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

تلک الصلوٰۃ (التی صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم آخرًا) کانت صلوٰۃ یجهر فیها بالقراءۃ ولولا ذلک لما علم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الموضع الذی انتهی الیه ابوبکرؓ من القراءۃ ولا علم من خلف ابی بکرؓ (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۳۶)

وہ نماز (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں پڑھی تھی) قرأۃ بالجہر والی نماز تھی، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا (قرأۃ بالجہر نہ ہوتی) تو نہ حضور نبی کریمؐ کو یہ پتا چلتا کہ ابوبکرؓ کہاں تک پہنچے ہیں اور نہ پیچھے پڑھنے والے لوگوں کو پتہ چلتا ــــ امام طحاویؒ نے کس طرح علم غیب کی نفی کی ہے بہت واضح ہے (سواتی)

لیجعلوہ کائنًا لم یقدروا علیہ جفّ القلم بما ھو کائنٌ الی یومِ القیامۃِ وما اخطأ العبد لم یکن لیصیبہٗ وما اصابہ لم یکن لیخطئہٗ۔

کو ترک نہ کر دے، اور ہم لوح و قلم پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ اس میں درج ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں پس جو چیز لوح میں لکھی ہوئی ہے۔ کہ یہ ہو کر رہے گی، اگر ساری مخلوق جمع ہو کر اس کو روکنا چاہے تو بھی اس پر قادر نہ ہوگی اور اسی طرح جو چیز اللہ تعالیٰ نے لوح میں لکھی نہیں۔ اگر ساری مخلوق اکٹھی ہو کر اس کو موجود کرنا چاہے تو اس پر قادر نہ ہوگی قیامت تک پیش آنے والے واقعات درج کرنے کے بعد قلم خشک ہو چکا ہے جو چیز بندے سے خطا کر جائے یعنی اس کو نہ پہنچے وہ اس کو کبھی پہنچنے والی نہ تھی، اور جو چیز اس کو آ پہنچی ہے، وہ اس سے کبھی خطا کرنے والی نہ تھی۔

وعلی العبد ان یعلم انّ اللہ تعالٰی سَبق علمہٗ فی کلّ کائنٍ من خلقہ

اور بندے پر لازم ہے کہ اس بات کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس کی

فقدّر ذلك بمشيئته تقديرًا
محكمًا مبرمًا، ليس له ناقضٌ
ولا معقّبٌ ولا مزيلٌ ولا
مغيّر ولا محوّل ولا زائد ولا
ناقص، من خلقه في سمٰوٰته
وارضه. ولا يكون مكوّن الا
بتكوينه والتكوين لا يكون
الا حسنًا جميلًا وذلك من عقد
الايمان، واصول المعرفة.
والاعتراف بتوحيد الله تعالىٰ
وربوبيته كما قال الله تعالىٰ "و
خَلَقَ كُلَّ شَيْئٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا"
وقال تعالىٰ "وكان اَمْرُ اللهِ قَدَرًا
مقدورًا" فويلٌ لمن صار لله
في القدر خصيمًا واحضر للنظر
فيه قلبًا سقيمًا لقد التمس
بوهمه في فحص الغيب سرًّا

مخلوق میں سے ہر موجود ہونے والی
چیز سے متعلق پہلے ہی موجود ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنی مشیئت کے
ساتھ محکم اور قطعی تقدیر کے ساتھ ایک
اندازے سے مقدر کیا ہے، جس کو کوئی توڑنے
والا نہیں اور نہ اس کو کوئی پیچھے ہٹانے
والا اور زائل کرنے والا ہے اور نہ اس
میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنے والا اور
نہ اس کو کوئی پھیرنے والا ہے، اور نہ
اس میں کوئی زیادتی اور کمی کرنے والا ہے
اس کی ارضی اور سماوی مخلوق میں سے کوئی
بھی اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور کوئی
بنایا ہوا (مخلوق)، اس کے بنانے کے
بغیر نہیں ہو سکتا، یہ تکوین (بنانا اور
ایجاد کرنا) نہیں ہے مگر حسن اور جمیل یعنی
بہتر اور خوب ہے، اس میں کسی قسم کا نقص
یا عیب نہیں، (عیب اور نقص اگر

كتيمًا وعادكما قال فيه
افاكا اثيمًا۔

ہوگا تو وہ مخلوق کے فعل میں ہوگا خدا
تعالیٰ کا کام سراسر حسن و خوبی پر مشتمل ہے)
اور یہ بات ایمان کی بنیاد اور معرفت کے اصول
میں داخل ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی
ربوبیت کے اعتراف پر مشتمل ہے، جیسا
کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔ "اللہ
تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کی
خاص تقدیر ٹھہرائی ہے، نیز اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ کی بات طے شدہ
تقدیر کے مطابق ہے، پس ہلاکت ہے
اس شخص کے لیے جو تقدیر کے بارہ میں
اللہ کا مخالف بن گیا اور اس نے تقدیر میں
غور و فکر کرنے کے لئے اپنے بیمار (روگی
اور منکر یا شک کرنے والے) دل کو مصروف
کیا اور اس شخص نے محض اپنے وہم کے ساتھ
غائب امور کی کرید میں ایک پوشیدہ اور
مخفی راز کو تلاش کرنے کی کوشش کی

اور جو بات اس نے اس بارہ میں کہی ہے اس کی وجہ سے وہ جھوٹ باندھنے والا گنہگار ثابت ہوا۔

والعرش والکرسیُّ حقٌّ کما بیّنَ اللہ تعالیٰ فی کتابہ وھو جلّ جلالہٗ مستغنٍ عن العرش وما دونہٗ، محیطٌ بکلِّ شیئٍ وفوقہٗ وقد اعجز عن الاحاطۃِ خلقہٗ۔ وَنقولُ انّ اللہ تعالیٰ اتّخذَ ابراھیم خلیلًا وکلّم موسٰی تکلیمًا ایمانًا وتصدیقًا وتسلیمًا، نؤمنُ بالملائکۃِ و النّبیّینَ وَالکتُبِ المنزّلَۃِ علی المرسلین، ونشھدُ انّھم علی الحقِّ المبین وَنسمّی اھلَ قبلتِنا مسلمین مؤمنین ماداموا بماجاءبہ النّبیُّ صلی اللہ علیہ وسلّم

عرش اور کرسی برحق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں اس کا بیان فرمایا ہے، باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ عرش اور ما دون عرش سے مستغنی ہے اور وہ ہر چیز کا ہر جانب سے احاطہ کرنے والا ہے اور اس کی مخلوق اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے۔ اور ہم کہتے ہیں اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس کو مانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل (دوست) بنایا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس نے کلام کیا ہے۔ اور ہم ملائکہ، انبیاء علیہم السلام

وعلیٰ آلِہٖ معترفین ولہٗ بکلِّ ما قالَ، وَاَخبَرَ مصدِّقِینَ ، وَلا نخوض فی اللّٰہِ ولانماری فی الدّین ولانجادلُ فی القرآنِ، وَنعلمُ انہٗ کلامُ ربّ العالمین، نزل بہ الروح الامین، فعلّمہ سیّد المرسلین محمدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلیٰ آلِہٖ اجمعین، وکلامُ اللّٰہِ تعالیٰ لایساویہ شیئٌ من کلامِ المخلوقین ولانقولُ بخلقِہٖ۔

اور ان کتابوں پر جو اللہ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں ایمان رکھتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام واضح اور کھلے حق پر تھے۔ اور ہم اپنے قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے والوں کو مسلمان اور مومن کہتے ہیں، جب تک وہ اس بات پر قائم رہیں جس کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہیں اور اس کا اعتراف کرنے والے ہوں اور جو چیز آپ نے فرمائی ہے یا جس کی خبر دی ہے اس کی تصدیق کرنے والے ہوں (یعنی جب تک ضروریات دین پر ان کا ایمان ہو کسی گناہ کی وجہ سے ہم انکو کافر نہیں کہتے) اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں ہم خوض نہیں کرتے (کیونکہ عقل انسانی اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھنے سے درماندہ اور عاجز ہے) اور ہم دین کے

بارہ میں جھگڑا بھی نہیں کرتے اور نہ ہم
قرآن میں مجادلہ (تنازع) کرتے ہیں اور
ہم بالیقین جانتے ہیں۔ کہ قرآن رب العلمین
کا کلام ہے، جس کو روح الامین (حضرت
جبرئیل علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے
لے کر نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ سکھایا اور
اللہ تعالیٰ کے کلام کے برابر کسی طرح مخلوق
کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اور ہم قرآن کے
بارہ میں یہ نہیں کہتے کہ وہ مخلوق ہے
(بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور قدیم ہے)

ولا نخالف جماعة المسلمين
ولا نكفّر احدًا من اهل القبلة
بذنب، مالم يستحله ولا
نقول لا يضر مع الايمان ذنب
لمن عمله ونرجو للمحسنين
ان يعفو عنهم ولا نأمن عليهم

اور ہم مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت
نہیں کرتے اور اہل قبلہ میں سے کسی کی
گناہ کی وجہ سے تکفیر نہیں کرتے جب
تک کہ وہ اس گناہ کو حلال اور جائز نہ سمجھے۔
اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ایمان کے ساتھ
کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا (جیسا کہ مرجئہ

ولا نَشْهد لهم بالجنّةِ ونَسْتَغفِرُ
لمُسِيْئِهم ونخَافُ عليهم، ولا
نُقَنِّطهُم، والامن والاياس
ينقلانِ عن الملة وسَبيل الحقِّ
بينهما لاهل القبلةِ، ولا
نخرج العبدَ من الايمان الا
بجحودِ ما ادخلهُ فيه، والايمانُ
هو الاقرارُ باللسانِ والتصديق
بالجنان، وانّ جميع ما انزل
الله تعالىٰ فى القرآنِ وجميع ما
صَحّ عن رسولِ الله صلى الله
عليه وسلم من الشرعِ والبيان
حق، والايمان واحد واهله
فى اصله سواءٌ والتفاضل
بينهم بالحقيقةِ بالتقوىٰ و
مخالفة الهوىٰ، وملازمة
الاَولىٰ والمؤمنون كلهم اولياءُ

فرقہ کا عقیدہ ہے، اور ہم نیک کام
کرنے والوں کے حق میں امید رکھتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگذر فرمائیں
گے، لیکن ان کے متعلق بالکل بے فکر
نہیں ہوتے اور نہ ان کے لئے قطعی
طور پر بہشت کی گواہی دیتے ہیں اور
ہم مسلمانوں کی جماعت میں سے جو
لوگ برائی کرتے ہیں ان کے لئے
اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں
اور ان پر اللہ تعالیٰ کی گرفت کا خوف
کھاتے ہیں، لیکن ہم ان کو رحمت خداوندی
سے بالکل مایوس بھی نہیں کرتے،
اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بالکل بے فکر
ہونا اور اس کی رحمت سے مایوس ہو
جانا یہ دونوں باتیں ملت سے خارج
کر دیتی ہیں، اہل قبلہ کے لئے حق کا
راستہ ان دونوں باتوں کے درمیان ہے

الرحمٰنِ واکرمهم اطوعُهم بالتقیٰ والمعرفةِ واتبعُهم القرآنِ۔

ہے (الایمان بین الخوف والرجاءُ) اور ہم کسی بندہ کو ایمان سے خارج نہیں قرار دیتے، سوائے اس کے کہ وہ اس بات کا انکار کردے، جس بات نے اس کو ایمان میں داخل کیا ہے (یعنی ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کردے۔ جس کے اقرار سے وہ ایمان میں داخل ہوا تھا، اسی کے انکار سے خارج از ایمان ہو جائیگا) اور ایمان نام ہے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل کیا ہے۔ اور جو کچھ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے امورِ شرع میں سے صحیح طریق پر ثابت ہے۔ اور جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے وہ برحق ہے۔ اور ایمان واحد (بسیط ہے)

لہ اہلِ ایمان اصلِ ایمان میں مساوی ہوتے ہیں، یعنی جن جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سب برابر ہیں لیکن کمیت کے اعتبار سے اگرچہ کیفیت میں سب (باقی حاشیہ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو)

اور ایمان والے اصل ایمان میں برابر ہیں۔
اور جس کو اس میں ایک دوسرے پر فضیلت
حاصل ہے تو وہ درحقیقت تقویٰ خواہش
نفسانی کی مخالفت اور بہتر چیزوں کے
التزام کی وجہ سے ہے۔ اور مؤمن سب
اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، اور ان میں
سے زیادہ برگزیدہ وہ ہے جو پرہیزگاری
اور معرفت کی بنا پر زیادہ مطیع ہو اور جو
زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کا اتباع
کرنے والا ہو۔

والایمانُ ھو الایمانُ باللہِ و ملائکتہٖ وکتبہٖ ورُسلِہٖ والیوم	اور ایمان اللہ تعالیٰ کی (یعنی اس کی ذات وصفات اور اسماء کی تصدیق کا نام

(صـ۲۵ کا بقیہ حاشیہ) برابر نہیں بعض کو بعض پر برتری حاصل ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اصل ایمان تو بسیط (تصدیق قلبی) ہے۔ اور ایمان کامل جس میں اعمال بھی داخل ہیں۔ اس میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں نفس ایمان میں بھی کمی زیادتی ہوتی ہے لیکن دلائل کے علم اور عدم علم کی بنیاد پر، دلائل کا علم جس قدر زیادہ ہوگا، ایمان اتنا ہی قوی ہوگا اور جتنا دلائل کا علم کم ہوگا، ایمان میں اتنا ہی ضعف ہوگا (سواتی)

الآخر والبعث بعد الموت
والقدر خيره وشره وحلوه
ومره من الله تعالى ونحن مؤمنون
بذلك كله لا نفرق بين
احد من رسله ونصدق
كلهم على ما جاؤا به واهل
الكبائر في النار لا يخلدون اذا
ماتوا وهم موحدون، وان
لم يكونوا تائبين بعد ان لقوا الله
عزوجل عارفين، وهم في
مشيئته وحكمه، ان شاء غفر
لهم وعفا عنهم بفضله كما
ذكر الله عزوجل في كتابه
"ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء"
وان شاء عذبهم في النار بقدر
جنايتهم بعدله ثم يخرجهم
منها برحمته۔

ہے) اور اس کے فرشتوں، تمام کتابوں
اور رسولوں کی اور آخرت کے دن کی
اور موت کے بعد اٹھائے جانے کی
(موت کے بعد دوبارہ زندگی کی تصدیق
ہے) اور تقدیر کی تصدیق کہ خیر اور شر
تلخ و شیریں سب اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ہے۔ اور ہم ان سب پر ایمان رکھتے
ہیں، اور ہم اس کے رسولوں میں سے
کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے
(کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کریں
جیسے یہود وغیرہ نؤمن ببعض
ونکفر ببعض کے قائل ہیں، بلکہ ہم
سب کو مانتے ہیں) اور انبیاء علیہم السلام
اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دین و شریعت
لائے ہیں ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں
اور اہلِ کبائر (کبیرہ گناہ کرنے والے)
ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھے جائیں گے

جب کہ ان کی موت توحید پر ہوئی ہو۔
اگرچہ انہوں نے گناہ کے بعد توبہ نہ
کی ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کی ملاقات اس
حالت میں انہوں نے کی ہو کہ وہ اللہ
کی معرفت (توحید کا یقین) رکھتے تھے
اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ مشیئت اور
اس کے حکم میں ہیں۔ اگر وہ چاہے تو
ان کو بخش دے اور اپنے فضل کے ساتھ
انہیں معاف کر دے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ
نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔
کہ وہ جس کو چاہے معاف کر دے۔
ان لوگوں کے سوا جنہوں نے شرک
کا ارتکاب کیا ہے، اور اگر چاہے
تو اپنے عدل سے ان کے گناہ کے
اندازہ کے مطابق ان کو دوزخ میں
رکھے پھر ان کو اپنی رحمت اور اطاعت
گزاروں کی شفاعت سے،

وَشفاعةُ الشّافعِين من اهل طاعتِه ثم يبعثهم الى جنّتِه ذلك بأنّ الله جل جلالهٗ مولى لاهل معرفته ولم يجعلهم فى الدارينِ كاَهل نكرتِه الذين خابوا من هدايتهِ ولم ينالوا من ولايتهٖ، اللّٰهُمّ يا وَلِيّ الاسلامِ واهله مَسِّكْنَا بالاسلام حتى نلقاكَ

وترى الصلوٰة خلف كل برٍّ وفاجر من اهل القبلةِ وعلىٰ مَنْ مات منهم ولا ننزلُ احدا منهم جنّةً ولا نارًا، ولا نشهدُ عليهم بكفرٍ ولا بِشِرْكٍ ولا بنفاقٍ ما لم يظهر منهم شيئٌ من ذلكَ ونذر سرائرَهم الى الله تعالىٰ۔

دوزخ سے نکال دے اور پھر ان کو بہشت
میں پہنچا دے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ
اور آقا ہے ان لوگوں کا جو اس کی معرفت
رکھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ
دونوں جہاں میں ان لوگوں کی طرح نہیں
بنائے گا جو اللہ کی معرفت نہیں رکھتے
اور جو اس کی ہدایت حاصل کرنے سے
ناکام رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی دوستی
حاصل نہیں کر سکے (دعا) اے اللہ!
تو اسلام اور اہل اسلام کا ولی اور سرپرست
و کارساز ہے ہم کو اسلام پر مضبوط
اور ثابت قدم رکھنا یہاں تک کہ
تجھ سے جا ملیں۔

اور ہم اہل قبلہ میں سے ہر نیک و بد
کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔
(بشرطیکہ اسکا عقیدہ درست ہو، صرف عمل
میں کوتاہی ہو) اور اسی طرح ان میں

سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ پڑھنا
جائز اور درست مانتے ہیں، ہم قطعی
اور یقینی طور پر ان میں سے کسی کو بہشت
یا دوزخ کا سزاوار نہیں قرار دیتے،
اور نہ ہم ان میں سے کسی پر کفر و شرک
یا نفاق کی گواہی دیتے ہیں جب تک کہ
ان میں سے کسی سے اس قسم کی کوئی
چیز ظاہر نہ ہو، رہے ان کے اندرونی
اسرار، انہیں ہم اللہ کے سپرد کرتے
ہیں۔

ولا نری السیف علیٰ احدٍ من
امۃِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم
الا من وجب علیہ السیف،
ولا نری الخروجَ علیٰ أئمتنا وولاۃِ
امورنا وإن جاروا، ولا ندعوا
علیہم، ولا ننزع یداً من
طاعتِہم ونری طاعتہم من طاعۃِ

اور ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
اُمت کے کسی فرد پر تلوار اٹھانا (قتل کرنا)
جائز نہیں سمجھتے، سوائے اس شخص کے
جس پر تلوار واجب ہو چکی ہے (یعنی
جس کا قتل کرنا از روئے شریعت جائز
اور مباح ہو) اور ہم اپنے ائمہ اور حکام
کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں سمجھتے

اللهِ عزوجل فريضةً مالم يأمروا بمعصيةٍ، وندعوا لهم بالصلاح والمعافاةِ ونتبع السنة والجماعة، و نجتنبُ الشذوذ، والخلاف والفرقة، ونحبُّ اهل العدل والامانة، ونبغض اهل الجورِ والخيانة، ونقول الله اعلم فيما اشْتَبَهُ علينا علمه، و نرى المسح على الخفين في السفر

اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں، اور نہ ان کے حق میں بددعا کرتے ہیں اور نہ ان کی اطاعت سے دست کش ہوتے ہیں اور ہم ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق فرض خیال کرتے ہیں جب تک کہ وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں (اگر معصیت کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت ہرگز جائز نہ ہوگی) اور ہم ان کے لئے صلاحیت اور عافیت کی دعا کرتے ہیں ہم سنت اور جماعت[1]

---

[1] چنانچہ حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:-

فعلى المومن اتباع السنة والجماعة فالسنة ما سنه رسول الله والجماعة ما اتفق عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في خلافة الائمة الاربعة الخلفاء الراشدين المهديين رحمة الله عليهم اجمعين۔

اور مومن پر لازم ہے سنت اور جماعت کا اتباع کرنا، پس سنت وہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا اور جماعت وہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اتفاق کیا چاروں ائمہ خلفاء راشدین مہدیین کی خلافت

(غنیۃ الطالبین مترجم ص۱۹۵ مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور) دسواتی

والحضرِ کما جاء فی الاثرِ، والحجّ والجہاد فرضان ماضیانِ مع اولی الامرِ من ائمّۃ المسلمین برّھم وفاجرھم الی یومِ القیامۃ لایبطلہما شیئٌ ولا ینقصہما۔

کا اتباع کرتے ہیں اور ہم علیحدگی خلاف اور فرقہ بندی سے اجتناب کرتے ہیں، اور ہم عدل اور امانت والوں سے محبت کرتے ہیں ظلم اور خیانت کرنے والوں سے بغض رکھتے ہیں۔ اور ان چیزوں کے بارہ میں ہم کہتے ہیں جنکا علم ہم پر مشتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو بہتر جانتا ہے اور ہم موزوں پر مسح کرنا سفر و حضر میں جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، مسلمان حکام اور ائمہ کی معیت میں حج اور جہاد قیامت تک جاری رہنے والے فرائض ہیں، خواہ وہ حکام نیک ہوں یا بد، اس حج اور جہاد کو کوئی چیز باطل کر سکتی ہے نہ اسے توڑ سکتی ہے۔

ونؤمن بالکرام الکاتبین، وان اللّٰہ تعالیٰ قد جعلہم علینا حافظین ونؤمن بملک الموتِ الموکل بقبض

اور ہم کراماً کاتبین پر ایمان رکھتے ہیں یعنی وہ بزرگ فرشتے جو اعمال لکھتے ہیں، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو ہم

ارواحِ العالمین، نؤمنُ بعذاب
القبر ونعیمه لمن کان لذٰلك
اهلاً، وبسؤال منکر ونکیرٍ
للمیت فی قبرهٖ عن ربه ودینهٖ
ونبیهٖ علیٰ ماجاءت به الاخبارُ
عن رسولِ الله صلی الله علیه وسلّم
وعن اصحابه رضی الله عنهم اجمعین،
وَالقبر روضةٌ من ریاضِ الجنةِ
اوحفرة من حفر النیرانِ، و
نؤمنُ بالبعثِ وجزاءِ الاعمال
یوم القیامةِ والعرض، والحساب
وقراءة الکتب والثواب والعقاب
والصراط والمیزان۔

پر محافظ ونگران بنایا ہے۔ (یعنی اعمال
کی حفاظت کرتے ہیں) اور ہم ملک الموت
پر ایمان رکھتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے
تمام ارواح کے قبض کرنے پر مقرر کیا ہے۔
اور ہم عذابِ قبر اور اس کی نعمتوں پر
ایمان رکھتے ہیں اس کے لیے جو اس
کا اہل ہو، اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے
ہیں کہ میت سے قبر میں منکر اور نکیر سوال
کرتے ہیں، اس کے رب کے بارہ میں
اس کے دین کے بارہ میں اور جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں
جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی احادیث میں آیا ہے۔
اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم سے ثابت ہے۔
اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک
باغ ہے (اہلِ ایمان کے لئے) یا دوزخ

کے گروہوں میں سے ایک گروہ ہے
(اہل کفر و شرک، فساق و فجار اور منافقین
وغیرہم کیلئے) اور ہم مرنے کے بعد
دوبارہ اٹھائے جانے اور قیامت کے
دن اعمال کی جزاء پر ایمان رکھتے ہیں۔
اعمال نامے پیش کئے جانے اور حساب،
اور اعمال نامے جن کتابوں میں
درج ہیں ان کے پڑھے جانے اور
ثواب، اور عذاب، اور پُل صراط سے
گزرنے اور اعمال کے تولے جانے
پر ایمان رکھتے ہیں۔

اَلبعث هو حشر الاجساد،
واحياءها يوم القيامة، حق
والجنة والنار مخلوقتان لا
يفنيانِ ابدًا ولا يبيدانِ
فان الله تعالىٰ خلق الجنة والنار
قبل الخلق وخلق لهما اهلًا فمن شاءُ

اور بعث یعنی اجسام کا دوبارہ اٹھانا،
اکٹھا کرنا اور ان کو زندہ کرنا قیامت کے
دن برحق ہے، اور جنت اور دوزخ
دونوں پیدا کی ہوئی ہیں اور ان دونوں
پر فنا اور ہلاکت نہیں (ان دونوں کو
اللہ تعالیٰ ہمیشہ رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ

منهم للجنة فضلا منه، ومن شاء منهم للنار عدلاً منه، وكل يعمل لما فرغ منه وصائر الی ما خلق له والخير والشر مقدران على العباد، والاستطاعة ضربان احدهما الاستطاعة التي يوجد بها الفعل من نحو التوفيق الذي لا يجوز ان يوصف المخلوق به فهي مع الفعل، واما الاستطاعة التي من جهته الصحة والوسع والتمكن وسلامة الآلات فهي قبل الفعل وهو كما قال الله تعالى لا يُكَلِّفُ اللهُ نفسا الاّ وسعها۔

نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا ہے، اور جنت اور دوزخ کے اہل بھی پیدا کئے ہیں پس جس کو چاہیگا ان میں اپنے فضل سے جنت کا اہل بنا دے گا اور جسے چاہے گا عدل کے ساتھ دوزخ کا اہل بنائیگا اور ہر ایک شخص وہی کام کرتا ہے جس کے کرنے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراغت ہو چکی ہے اور ہر ایک اسی چیز کی طرف لوٹنے والا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔

اور خیر (نیکی) اور شر (بدی) دونوں بندوں کے حق میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقدر ہیں۔

اور استطاعت (کام کرنے کی طاقت) دو قسم ہے ایک استطاعت وہ ہے جس کے ساتھ فعل اور کام ہوتا ہے جیسا کہ

کام کرنے کی توفیق جو کام کے ساتھ ہی ملی
ہوئی ہوتی ہے۔ یہ توفیق وہ ہے کہ مخلوق
اس کے ساتھ موصوف نہیں ہوسکتی (یعنی
یہ توفیق مخلوق کی صفت اور ان کا کام
نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
مخلوق کو نصیب ہوتی ہے) اور استطاعت
کی دوسری قسم وہ ہے جو صحت تندرستی
اور کام کرنے کی وسعت و طاقت اور
کام کرنے پر قابو پانے اور آلات (اعضاء
و جوارح اور دیگر کام کرنے کے آلات)
کی سلامتی سے (معتبر) ہے۔
تو یہ استطاعت فعل سے پہلے ہوتی
ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔
کہ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت
سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔

وافعالُ العبادِ خلقُ اللہِ وکسبُ العبادِ ولم یکلّفھم اللہ تعالیٰ لا

اور بندوں کے افعال کو اللہ تعالیٰ نے
پیدا کیا ہے۔ اور بندے ان کا اکتساب

ما يطيقون، ولا يطيقون الّا
مَا كُلِّفوا وهُوَ تفسير لاحولَ
ولا قوّةَ اِلّا باللّٰه العلى العظيم،
تقولُ لاحيلة لاحدٍ، ولاحول
لاحدٍ ولاحركةَ لاحدٍ عن
معصيةِ اللّٰه اِلّا بمعونةِ اللّٰهِ
ولا قوة لاحدٍ على اقامةِ طاعة
اللّٰه والثبات عليها اِلّا بتوفيق
اللّٰهِ وكُلُّ شيئٍ يجري بمشيئة اللّٰهِ
وقضائِهٖ فغلبت مشيئتهٗ
المشيئات كلها وغلب قضائهٗ
الحيلَ كلها يفعلُ اللّٰهُ ما يشاءُ
وهو غير ظالمٍ احدًا لا يُسْئَلُ
عَمّا يَفعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ، ومن
دَعاءِ الاحياء وصدقتهم منفعةٌ
للاموات، واللّٰه يستجيب الدعوات
ويقضي الحاجات ويملك كل شيئٍ

کرتے ہیں (پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے
اور کسب کرنا بندوں کا فعل ہے) اور
اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اسی چیز کی
تکلیف دی ہے جس کی وہ طاقت
رکھتے ہیں اور بندے اسی چیز کی
طاقت رکھتے ہیں جس کی تکلیف اللہ
تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔ اور یہی تفسیر
ہے (لاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم)
کی ہم یوں کہتے ہیں کہ کسی کی کوئی تدبیر
اور حیلہ نہیں اور کسی کو پھیرنے کی
طاقت نہیں اور کسی میں کوئی حرکت
نہیں کہ وہ اللہ کی معصیت سے بچ سکے
سوائے اللہ تعالیٰ کی اعانت کے۔
اور کسی کو کوئی طاقت حاصل نہیں اللہ
کی اطاعت کرنے پر اور اس پر ثابت قدم
رہنے پر سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے۔ اور
ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے علم

ولا یملکہ شیئٌ ولا غنی عن اللہ طرفۃ عینٍ ومن استغنی عن اللہ طرفۃ عینٍ فقد کفر، و کان من اھل الحین اللہ یغضب و یرضی لا کاحدٍ من الوریٰ۔

اور اس کے فیصلہ کے مطابق جاری ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت تمام مشیتوں پر غالب ہے اور اللہ تعالےٰ کی قضا اور اس کا فیصلہ، تمام حیلوں اور تدبیروں پر غالب ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرتا ہے اور وہ کسی پر زیادتی اور ظلم نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ اس کے بارہ میں اس سے نہیں پوچھا جا سکتا اور مخلوقات سے سوال کیا جائے گا۔

زندہ لوگوں کے دعا کرنے اور صدقات دینے میں مردوں کے لئے فائدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تمام حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے اور کوئی چیز اس کی مالک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے آنکھ جھپکنے کی مدت تک کسی طرح کسی قسم کی بے نیازی

اور بے پروائی نہیں کی جا سکتی اور جو
آنکھ جھپکنے کی مدت تک بھی اللہ تعالیٰ
سے بے پروائی اختیار کرے گا وہ کافر
ہو گا۔ اور ہلاکت والوں میں ہو جائیگا
اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور راضی
ہوتا ہے، مگر ایسے نہیں جس طرح مخلوق
ناراض یا خوش ہوتی ہے۔

وَنُحِبُّ اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم ولا نفرط
في حبّ احدٍ منهم ولا نتبراء
من احد منهم ونبغض من
نبغضهم وبغير الحق يذكرهم
ولا نذكرهم الّا بالخير وحبّهم
دينٌ وايمانٌ واحسانٌ وبغضهم
كفرٌ ونفاقٌ وطغيانٌ وَنُثْبِتُ
الخلافة بعد رسول الله صلى
الله عليه وسلم اوّلاً لابي بكر الصديق

(اور ہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
سے محبت کرتے ہیں اور کسی ایک کی
محبت میں غلو اور زیادتی نہیں کرتے اور
نہ ان میں سے کسی سے بیزاری اور تبری
کرتے ہیں۔ اور ہم اُن لوگوں سے بغض
رکھتے ہیں جو حضرات صحابۂ کرام سے
بغض رکھتے ہیں اور ان کا برائی کے ساتھ
ذکر کرتے ہیں، اور ہم حضرات صحابہ
کرام کا سوائے نیکی کے ذکر نہیں کرتے۔

رضی اللہ عنہ تفضیلاً لہ وتقدیماً
علیٰ جمیع الامۃ ثم لعمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ ثم لعثمان رضی اللہ
عنہ ثم لعلی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ وھم الخلفاء الراشدون
والائمۃ المھدیون وان العشر
الذین سماھم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نشھد لھم بالجنۃ
علی ما شھد لھم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقولہ الحق، وھم ابو
بکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ
والزبیر وسعد وسعید و
عبد الرحمٰن ابن عوف وابو
عبیدۃ ابن الجراح، وھم امناء
ھذہ الامۃ رضی اللہ عنھم
اجمعین۔
ومن احسن القول فی اصحاب

حضرات صحابہؓ سے محبت دین، ایمان
اور احسان (اعلیٰ درجہ کی نیکی) ہے
اور حضرات صحابہ کرام سے بغض، کفر
نفاق اور سرکشی ہے۔
اور ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد تمام حضرات صحابہ
کرام پر فضیلت دیتے ہوئے اور تمام
امت پر مقدم سمجھتے ہوئے سب سے
پہلے خلافت کا اثبات حضرت ابوبکر
صدیقؓ کے لئے کرتے ہیں، پھر ان
کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ کے لئے
پھر حضرت عثمانؓ کے لئے اور پھر حضرت
علی بن ابی طالبؓ کے لئے اور یہ چاروں
حضرات خلفاء راشدین ہیں اور ہدایت
یافتہ ائمہ اور پیشوا ہیں۔
اور بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے وہ دس حضرات صحابہ کرامؓ جنکا حضور

رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وازواجہ وذریاتہ فقد برئ مِنَ النّفاقِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر ان کو بشارت سنائی۔ ہم ان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بہشت کی گواہی دیتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برحق ہے۔ اور وہ حضرات صحابۂ کرام حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر حضرت سعد، حضرت سعید، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ہیں اور یہ اس امت کے امین ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین، اور جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرامؓ اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور اولادِ پاک کے بارہ میں اچھی بات کہی تو ایسا شخص نفاق سے بری ہوگا اور اگر ان کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی

سوءظن، تحقیر، استہزاء یا سوءادبی
کریگا تو ایسا شخص اہل سنت والجماعۃ
اور اہل حق کے زمرہ میں شامل نہ ہوگا)
۱۲ سواتی۔

وعلماء السلف من الصالحين
السابقين والتابعين ومن
بعدهم من اهل الخير والاثر
واهل الفقه والنظر لايذكرون
الا بالجميل، ومن ذكرهم بسوءٍ
فهو على غير السبيل، ولا نفضّل
واحدًا مِنَ الاولياء على الانبياء
ونقول نبي واحدٌ افضل من جميع
الاولياء، وَنؤمِنُ بما جاء من كراماتهم
وصحّ عن الثقات من رواياتهم و
نؤمن بخروج الدجال، ونزول
عيسى بن مريم عليهما السّلام
عن السماء وبخروج ياجوج و

اور علماء سلف صالحین جو پہلے گزر
چکے ہیں اور ان کا اتباع کرنے والے
اور ان کے بعد آنے والے بہتری اور
نیکی والے لوگ اور حدیث نقل کرنے
اور اہل فقہ (فقہ کے ماہر) اور نظر و
قیاس والے بزرگ ان سب کا ذکر
سوائے نیکی کے درست نہیں اور جو
شخص ان کو برائی سے ذکر کرے گا وہ
راہِ راست پر نہیں ہوگا اور ہم اولیاء اللہ
میں سے کسی کو انبیاء علیہم السّلام پر
فضیلت نہیں دیتے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں
کہ نبی ایک بھی تمام اولیاء سے زیادہ
فضیلت رکھتا ہے۔

ماجوج، و نؤمن بطلوع الشمس من مغربها و خروج دابة الارض من موضعها۔ ولا نصدق کاھنًا ولا عرافًا ولا من یدعی شیئًا بخلاف الکتاب والسنۃ و اجماع الامۃ و نری الجماعۃ حقًا وصوابًا والفرقۃ زیغًا و عذابًا۔

اور جو اولیاء کی کرامات ہیں اور وہ ثقہ راویوں سے ثابت ہیں، ان پر ہمارا ایمان ہے۔ اور ہم دجال کے خروج پر اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان سے نزول پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم یاجوج وماجوج کے خروج اور سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے اور دابۃ الارض[*] کے اپنے مقام سے خروج پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہم کسی کاہن (غیب کی خبریں بتانے کے دعویدار) اور عراف یعنی گم شدہ چیز اور سروق وغیرہ کی جگہ بتانے والا، کی تصدیق نہیں کرتے۔

---

[*] حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ قرآن کریم کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: "قیامت سے پہلے مکے کا صفا پہاڑ پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور جھوٹے منکروں کو نشان دے کر جدا جدا کر دے گا"

(سورۂ نمل کا حاشیہ، سواتی)

اور نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کرتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اجماع امت کے خلاف کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہو،[1] اور اہل سنت وجماعت کو حق اور ٹھیک سمجھتے ہیں اور تفرقہ بندی کو کج روی اور عذاب سمجھتے ہیں۔

ودین اللہِ عزّ وجل فی السماءِ والارض واحدٌ وھُو دین الاسلامُ قال اللہ تعالیٰ "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الاسلامُ" و قال تعالیٰ "ورضِیْتُ لَکُمُ الاسلامَ دیناً" و

اور اللہ تعالیٰ کا دین آسمان اور زمین میں ایک ہی ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ، بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔

[1] امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ خطابی وغیرہ محدثین نے فرمایا ہے کہ عراف وہ ہے کہ مسروق چیز اور گم شدہ چیز کی جگہ بتانے اور اس کی معرفت کا کاروبار کرتا ہے، کہانت کی طرح شریعت نے اس کی بھی تکذیب کی ہے۔ (نووی علی المسلم ج ۲ ص ۲۳۳) (سواتی)

هو بين الغلو والتقصير والتشبيه والتعطيل وبين الجبر والقدر وبين الامن و اليأس، فهذا ديننا واعتقادنا ظاهراً وباطناً۔	اور یہ دین اسلام غلو[1] اور تقصیر تشبیہ اور تعطیل جبر و قدر، امن و یاس کے درمیان ہے پس یہ ہمارا ظاہراً و باطناً دین اور اعتقاد ہے۔

[1] غلو کا معنیٰ حد سے بڑھنا اور تجاوز کرنا ہے، جیسا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے دین میں غلو اختیار کیا خدائی منصب انسانوں کیلئے ثابت کیا اور انسانی صفات اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کیں، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہنا، اور احبار و رہبان کیلئے منصب تحلیل و تحریم ثابت کرنا اسی قسم میں داخل ہے (یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم) اور تشبیہ کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دینا جیسا کہ گمراہ فرقہ مشبّہ نے کیا ہے تعطیل کا معنیٰ خدا تعالیٰ کو صفات سے خالی سمجھنا کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو ہے لیکن اس کے لئے کوئی صفت نہیں جیسا کہ گمراہ فرقہ "معطلہ" کا عقیدہ ہے۔ اور جبر کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان کو کوئی اختیار نہیں وہ جو کچھ کرتا ہے مجبوراً کرتا ہے یہ جبریہ فرقہ کا عقیدہ ہے "قدریہ" تقدیر کے منکر لوگ جو یہ کہتے ہیں انسان جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی دخل نہیں، یہ خدا کی تقدیر کو نہیں مانتے۔

اور اسی طرح خدا تعالیٰ کی گرفت سے بے خوف ہو جانا اور خدا کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کفر کی بات ہے (ولا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون) ۱۲ (سواتی)

نحن براءُ الی اللّٰہِ تعالیٰ من کُلّ
من خالف الذی ذکرناہ و
بیّنّاہ ونسأل اللّٰہ تعالیٰ ان
یُثبّتنا علی الایمان ویختم لنا بہ و
یعصمنا من اھواءِ المختلفۃ والآراءِ
المتفرقۃ والمذاھبِ الردیۃِ مثل
المشبھۃ والجھمیۃ والجبریۃ
والقدریۃ وغیرھم من الذین
خالفوا الجماعۃ وحالفوا الضلالۃ
ونحن براءُ منھم وھم عندنا
ضلّال اردیاء ۔ واللّٰہ الموفق،
وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد و
آلہ وصحبہ وسلم والحمد
للّٰہ رب العالمین ۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے براءت
اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں ہر اس
شخص سے جو اس عقیدہ کا مخالف ہے
جس کو ہم نے ذکر اور بیان کیا ہے ۔
اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں
کہ وہ ہمیں ایمان پر ثابت قدم رکھے
اور ایمان پر ہی ہمارا خاتمہ کرے اور
ہم کو دین سے اختلاف رکھنے والی خواہشات
سے بچائے اور متفرق آراء سے ہماری
حفاظت فرمائے، ردی مذاہب سے
ہمیں محفوظ رکھے مشبہہ، جہمیہ، جبریہ
اور قدریہ اور ان کے علاوہ دوسرے
دگمراہ فرقے جنہوں نے جماعت کی
مخالفت کی ہے اور گمراہی سے دوستی
کیا ہے ہم ان سب سے بیزار ہیں اور
وہ ہمارے نزدیک ردی قسم کے گمراہ ہیں ۔
اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے اور

اور درود و سلام نازل ہو ہمارے
آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر آپ کی اہل پر اور آپ کے سب صحابہ
کرام پر۔
اور سب ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے
ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اللّٰھم ثبتنا علیٰ دینك دین الاسلام وجعلنا ھداۃ مھتدین
واجعل آخرتنا خیراً من الاولیٰ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خاتم الانبیاء
وسید الرسل محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ امھات
المؤمنین واصحابہ اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین ٥

عبد الحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر،
شہر گوجرانوالہ (صوبہ پنجاب) مغربی پاکستان

یوم السبت ۲۰ رجب سنہ ۱۳۹۱ھ